www.khanqah.in

Visit us at: www.khanqah.in

ہفتہ وار

اشاعت کا چودھواں سال
14th year of Publication

مبلغ

The Weekly MUBALLIG
Srinagar Kashmir

سرینگر کشمیر

قیمت صرف 3 روپے

10 مئی 2013ء جمعۃ المبارک 29 جمادی الثانی ۱۴۳۴ھ جلد نمبر: 14 شمارہ نمبر: 17

حضرت شیخ نورالدین نورانیؒ چھہ فرماوان:

یُس یُتھ سُہ تِیُتھ پانس
ژیٚے نادانس رو وُی کیٛاہ
اَمہِ غائبٕژ چھُہہ لگی ایمانس
پانَس کھوتہٕ بیاکھ وندُن خاص

”اے نادان! تمہیں کیا ہوا ہے کہ تو اُوروں کی غیبت کرتا ہے جو جیسا ہے اپنے لئے ہے، تم پر اسکا کیا اثر، اوروں کی غیبت کرنے سے تمہیں کچھ بھی ہاتھ نہ آئیگا بجز اسکے کہ تمہارا ایمان داغدار ہوگا، تم کو چاہیے کہ دوسرے کو اپنے سے بڑھ کر صاحبِ ایمان وتقویٰ اور مردِ خاص جان لے۔“

مغرب؛ مسلمانوں سے نہیں!

اِسلام سے خوف زَدہ ہے......؟!

میر عبدالسلام

مغرب اور اسکی تمام ہم عقیدہ اسلام دُشمن عالمی قوتیں، جن کی سربراہی اس وقت امریکی صدر کے ہاتھوں میں ہے، مسلمانوں کو پوری دُنیا میں صفحہ ہستی سے مٹانے، انہیں تباہ و برباد کرنے، ان کی دفاعی، معاشی اور سیاسی طاقت کو توڑنے اور انہیں محکوم و مجبور بنا کر ذلت و محرومی کی زندگی بسر کرنے کیلئے کہیں اعلانیہ اور کہیں در پردہ جنگ کا باقاعدہ آغاز کرچکیہیں، اور یوں اگر یہ کہا جائے تو کچھ بھی مبالغہ آرائی نہیں ہوگی کہ آج پوری دُنیا اہل اسلام اور دُشمنانِ اِسلام کے درمیان اعلانیہ جنگ کا باقاعدہ آغاز ہو چکا ہے۔

موسیٰ و فرعون وشبیر ویزید
ایں دوقوت ازجہاں آید پدید

امریکی صدر کی قیادت میں اگر چہ اس جنگ کو پوری طرح سے مسلم دنیا کی طرف موڑ دیا گیا ہے تاہم اس جنگ کو امریکہ نے 1980 کی دہائی کے آغاز میں اس وقت شروع کیا تھا جب ایران وعراق دو پڑوسی ممالک کو قریب قریب ایک دہائی تک آپسی جنگ وجدل کے ذریعہ ایک دوسرے کا دُشمن بنا کر انہیں تباہی وبربادی کے دہانے پرلا کھڑا کیا تھا۔

چنانچہ وقت گذرنے کے ساتھ ساتھ امریکہ میں جب صدر بش کی پہلی صدارت کا دور شروع ہوا، تو انہوں نے پوری مسلم دُنیا کی عالمی دُشمن طاقتوں کو اکٹھا کرکے مسلمانوں کے خلاف ایک منصوبہ بند اور باقاعدہ جنگ کا آغاز کردیا اور یوں بش کو اپنی عالمی مسلم دُشمنی مہم کے خوفناک عالمی منصوبے کو پایہ تکمیل تک پہنچانے کیلئے اسلام دُشمن عیسائیوں اور یہودیوں کے ساتھ ساتھ تمام دوسری اسلام دُشمن عالمی قوتوں نے ایک ناپسندیدہ شخص ہونے کے باوجود بھی دوبارہ امریکہ کی صدارت کیلئے منتخب کیا تھا۔

مغرب اور یورپ کی طرف سے چھیڑی گئی مسلم دُشمنی کی موجودہ جارحانہ جنگ جو گذشتہ ڈیڑھ دہائی سے عراق، افغانستان، فلسطین، چیچنیا، بوزنیا کے علاوہ مسلم دنیا کے کئی دوسرے خطوں میں شروع ہوچکی ہے، محض مسلمانوں کے خلاف نہیں بلکہ اس جنگ کا اصلی ہدف اسلام کا وہ دین فطرت ہے جس کے فطری فیوض وبرکات اور معجزات سے اس وقت یورپ اور امریکہ میں اسلام خود بخود عیسائیوں اور یہودیوں میں نہایت تیزی سے پھیل رہا ہے، چونکہ پوری دنیا میں اس وقت نوع اسناں کے جتنے بھی نظام ہائے زندگی ہیں، وہ موجودہ انسانی نسل کے روزمرہ کے زندگی کے تقاضے پورے کرنے میں ایک ایک کرکے ناکام ہوتے جارہے ہیں۔ صرف اسلام ہی ایک ایسا مکمل اور آخری فطری نظام حیات ہے جو ہمیشہ کی طرح اور ہمیشہ کیلئے نوع انسان کی تمام طرح کی سماجی، سیاسی، معاشرتی اور مذہبی ضرورتوں اور حاجتوں کو انسانی فطرت کے مطابق پورا کرنے کی فطری خصوصیت رکھتا ہے اس دین کا یہی وہ فطری اور لازوال وصف ہے جس کیلئے اقبال نے کہا ہے۔

نوع انساں را پیام آخریں
حام اور رحمت للعالمین

دین اسلام کے اپنے فطری فیوض وبرکات اور خصائص کی بدولت غیر مسلموں میں پھیلنے سے یہود ونصاریٰ جو مسلمانوں کی کتابی دُشمن قومیں ہیں، اس صورتحال سے سخت خوفزدہ اور فکرمند ہیں کہ اگر اسلام کو اس طرح تیزی سے پھیلنے سے نہیں روکا گیا تو مستقبل قریب میں پورا مغرب اور یورپ حلقہ بگوش اسلام ہو کر نہ صرف اپنے آبائی دین سے محروم ہوجائے گا بلکہ اہل مغرب اور یورپ کی پوری دنیا پر سیاسی چودھراہٹ کا بھی خاتمہ ہوجائے گا، چنانچہ پوری دنیا سے اسلام کو مٹانے کیلئے مغرب اور اسکی حلیف اسلام دُشمن عالمی قوتیں اہل اسلام کو سیاسی، معاشی اور دفاعی طور پر تباہ وبرباد کرنے میں لگ چکی ہیں۔ چنانچہ اسلام دُشمن قوتوں کے ہاں جب یہ قوم ختم ہوجائے گی یا تباہ وبرباد کردی جائے گی تو اس وقت اسلام خود بخود اس قدر کمزور پڑ جائے گا کہ اس کی طرف متوجہ ہونے والا کوئی بھی نہیں ہوگا۔ چونکہ مسلمان قوم اسلام کو دین حق سمجھ کر اسے قیامت تک کیلئے خدا اور اسکے نبی آخرالزماں کا سچا اور آخری دین سمجھتی ہے، اور خدا کی پوری زمین پر خدا کے اسی پسندیدہ دین حق کی بالادستی بھی چاہتی ہے، چنانچہ امریکی صدر کی سربراہی میں مذکورہ اسلام دُشمنی کی یہ جنگ پوری دُنیا میں پھیلائی جاچکی ہے۔

گذشتہ ایک دہائی کے دوران فلسطین کے اندر جتنے بھی مقتدر علماء، ماہرین تعلیم، سائنسدان، سیاست داں اور سرکردہ جہادی شخصیات کا ایک تسلسل سے قتل ہوتا رہا ہے اس کے پس پردہ موساد ہی کا ہاتھ اور منصوبہ بندی رہی ہے۔ میڈرڈ میں 24-23 اپریل 2006 میں ہونے والی ایک بین الاقوامی کانفرنس میں ڈاکٹر اسمٰعیل جلیل کی ایک رپورٹ شائع ہوئی ہے۔

رپورٹ کے مطابق اپریل 2003 سے اپریل 2006 تک امریکہ نے موساد کے ہاتھوں عراق میں 74 فیصد مسلم دانشوروں، ماہرین تعلیم، ایٹمی اور کیمیاوی ہتھیاروں کے ماہر سائنس دانوں کو قتل کردیا ہے۔ چنانچہ اس تین برس کے دوران موساد کے ہاتھوں عراق میں کم از کم 530 سائنسدان اور دوہزار ماہرین تعلیم جن میں ڈاکٹرس، پروفیسرس، انجینئرس، قانون دان اور زندگی کے مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے صف اول کے علماء اور اسکالرس کو چن چن کر قتل کردیا گیا ہے، چنانچہ عراق کے اندر 26 فیصد باقی اعلیٰ ماہرین تعلیم، سائنسدان، علماء اور قانون دان ودیگر مختلف شعبوں سے تعلق رکھنے والے ٹیکنکل ماہرین جو ابھی تک زندہ ہیں اب موساد کی فہرست میں شدت سے تلاش کئے جارہے ہیں تاکہ انہیں بھی قتل کردیا جائے اور عراقی قوم کو بھیڑ بکریوں کے ایک ایسے ریوڑ کی مانند بنایا جائے جس کا کوئی بھی چرواہا نہ رہے۔ امریکی صدر اور ان کی حکومت اپنے اسلام دُشمن حلیفوں کے ساتھ باقی مسلم ممالک کے اندر اہل اسلام کے ڈیڑھ ہزار برس پرانے تاریخی اسلامی نقوش، نایاب اور قیمتی علمی کتب گھر، اہل اسلام کے مقدس تاریخی، روحانی مقامات، زیارت گاہیں مقبرے اور خانقاہیں، بڑے بڑے سرکاری اور غیر سرکاری علمی ادارے اور تیل کے وسیع ذخائر مکمل طور پر تباہ وبرباد کرنے میں لگے ہیں۔

امریکہ کو اپنے جدید ترین اور مہلک ہتھیاروں پر ناز ہے، اسے دنیا کا واحد سپر پاور ہونے کا نشہ ہے، اسے عالمی تھانیدار ہونے کا بھی گھمنڈ اور غرور ہے، وہ خود کو آج کی دنیا کا فرعون کہلواتا ہے، مگر مومن کو زمین وآسمان کی واحد سپر پاور خدائے رحمان ورحیم پر بھروسہ ہے اور اللہ ضرور اس پر قادر ہے کہ وہ باطل کے مقابلے میں حق کا ساتھ دے اور حق کی فتح وکامرانی کا اپنا وعدہ سچ کردکھائے۔ آئین قدرت بتلاتا ہے کہ فتح وکامیابی کا انحصار فوجوں کی بڑی تعداد اور خوفناک مادی اسلحہ پر نہیں ہوتا بلکہ حق پرستی کی راہ میں مومن کی استقامت اور صبر پر ہوتا ہے۔ قرآن کہتا ہے ”کتنی ہی چھوٹی اور کم تعداد جماعتیں ہیں، جو اللہ کے حکم سے بڑی تعداد پر غالب آگئیں، مگر شرط کامیابی (صبر اور استقامت ہے) اللہ ضرور اس پر قادر ہے کہ وہ صبر کرنیوالوں کا ساتھ دے۔

ضروری گذارش: محترم قارئین کرام! یہ اَخبار عام اخباروں کی طرح نہیں، اسلئے اس کا اَدب واحترام ہمیشہ قارئین پر واجب ہے۔ مدیر

www.khanqah.in

مسلمانوں کے شعور کو بیدار کون کرے؟

حالات اور رفتارِ زمانہ پر جن کی نگاہ ہے ان کا احساس ہے کہ ادھر چند برسوں سے الحمد للہ ہندوستان کے مسلمانوں کے طرزِ عمل اور طرزِ فکر میں مثبت تبدیلیاں رونما ہوئی ہیں، مثال کے طور پر ایک بات یہ کہی جاسکتی ہے کہ سہل انگاری مسلمانوں کی ایک خصوصیت اور کمزوری سمجھی جاتی تھی......

چنانچہ اپنے مذموم مقاصد کی برآوری کیلئے مسلمانوں کو اشتعال دلایا جاتا اور دیکھتے ہی دیکھتے مسلمانوں کے خاک وخون میں نہلا دیا جاتا ......اِن دنوں بھی ایک طبقہ مسلمانوں کے خلاف زہر افشانی کرر ہا ہے، مسلمانوں کو مشتعل کرنے کی وقتاً فوقتاً کوششیں ہورہی ہیں، لیکن اسے مسلمانوں کی ہوش مندی اور حکمت عملی ہی کہا جائے گا کہ وہ اشتعال انگیزی پر کسی ایسے ردّ عمل سے گریز کررہے ہیں، جو خود ان کے حق میں نقصان دہ ہو اور اپنے حریف کیلئے سودمند ثابت ہو......!

ان دنوں مسلمان کا طرز عمل اعراض کا ہے، ''واَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ'' کا ہے، شر پسندوں کو Ignore کرنے کا ہے، مسلمانوں کو برا بھلا کہنے اور انہیں غصّہ دلانے کا عمل ایسا ہے، جیسے کسی کو اس نیت سے گالی دی جائے کہ وہ بھی جواب میں گالی دے اور اس طرح شر وفتنہ کو پھیلانے کا بہانہ ہاتھ آجائے، ......گالی کا جواب نہ دینا بزدلی کا عمل نہیں ہے بلکہ ہوش مندی کے ساتھ اپنے حریف کی چال کو ناکام بنادینا ہے......مسلمانوں جن تھپیڑوں اور طوفانوں سے گزر رہا ہے اور اس کے سامنے ماضی میں اپنی سہل انگاری کے جو تلخ اور تباہ کن نتائج ہیں، ان نتائج کا احساس صرف خواص ہی کو نہیں، بلکہ عوام کو بھی ہوچلا ہے......ملت میں اپنی توانائیوں کو تعمیری ومثبت رُخ دینے کا رجحان پیدا ہوا ہے، الحمد للہ اس کے مظاہر بھی ہندوستان کے بعض علاقوں میں سامنے آنے لگے ہیں اور تعلیمی اور دینی ودعوتی میدانوں میں پیش رفت ہوئی ہے۔

ان دنوں مسلمان کا طرز عمل اعراض کا ہے، ''واَعْرِضْ عَنِ الْجَاهِلِيْنَ'' کا ہے، شر پسندوں کو Ignore کرنے کا ہے، مسلمانوں کو برا بھلا کہنے اور انہیں غصّہ دلانے کا عمل ایسا ہے، جیسے کسی کو اس نیت سے گالی دی جائے کہ وہ بھی جواب میں گالی دے اور اس طرح شر وفتنہ کو پھیلانے کا بہانہ ہاتھ آجائے، ......گالی کا جواب نہ دینا بزدلی کا عمل نہیں ہے بلکہ ہوش مندی کے ساتھ اپنے حریف کی چال کو ناکام بنادینا ہے......مسلمانوں جن تھپیڑوں اور طوفانوں سے گزر رہا ہے اور اس کے سامنے ماضی میں اپنی سہل انگاری کے جو تلخ اور تباہ کن نتائج ہیں، ان نتائج کا احساس صرف خواص ہی کو نہیں، بلکہ عوام کو بھی ہوچلا ہے!

سہل انگاری ایک عارضی وہنگامی اور وقتی وجذباتی کیفیت کا نام ہے، جبکہ اس کے مقابل حقیقت پسندی ایک بڑا صبر آزما کام ہے......جب انسان حقیقت پسندی سے کام لیتا ہے تو اس کی نگاہ دُشمن کی چالوں اور سازشوں پر ہی نہیں ہوتی بلکہ اپنی کمزوریوں اور کوتاہیوں پر بھی ہوتی ہے، دُشمن کو کوس لینا اور اسے برا بھلا کہہ لینا ایک آسان عمل ہے، جب کہ اپنی کمزوریوں کا احتساب اور جائزہ ایک تلخ کام ہے، جس کیلئے حوصلہ چاہیے.........اس لحاظ سے ملت کا سہل انگاری سے اجتناب ایک خوش آئند پہلو ہے اور اسے شعور کی بیداری قرار دِیا جاسکتا ہے۔

1857ء کا غدر، 1947ء میں ہندوستان کا بٹوارہ اور 1992ء میں بابری مسجد کی شہادت کا سانحہ.........قریب کے زمانہ کے ان تین واقعات وحادثات کا تجزیہ بتاتا ہے کہ مسلمانوں پر سخت سے سخت حالات آتے رہے، ان کے سروں سے طوفان گزرتے رہے، لیکن مسلمانوں کی ایک بڑی تعداد ایسی رہی جس نے حوصلہ نہیں ہارا، اور حکمتِ عملی نیز ہوش مندی ومنصوبہ بندی کے ساتھ طوفان کے رخ کو پھیر دینے کی کوششوں میں لگی رہی.........ان کوششوں کے محاذ مختلف تھے اور ہیں، مثلاً وجود وبقاء اور Survival کا محاذ، تشخص، تعلیم، اقتصاد، دعوت وتبلیغ کے محاذ اور ہوش مندی کے ساتھ تقسیم کار اور ترجیحات کے نقشے نیز Long Term اور Short Term پروگرام کے عملی خاکے وغیرہ۔

ظاہر بات ہے کہ یہ کام اجتماعی نوعیت کے ہیں، جس دِین میں امت کو گاہے بگاہے اجتماعیت کا سبق پڑھایا گیا ہو، اس امت کے انتشار سے متعلق ایک دردمندانہ تاثر یہ ہے کہ ''اس امت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ وہ متفق نہیں ہوگی''۔ لیکن الحمد للہ اس سمت میں بھی مثبت تبدیلیوں کے آثار پیدا ہوچلے ہیں، ''انتشار سے اتحاد کی طرف رخ'' کا سہرا چاہے تھپیڑوں اور طوفانوں اور حالات کی برہمی وسختی ہی کو کیوں نہ جاتا ہو، لیکن یہ واقعہ ہے کہ اس رخ پر سوچنے کا رجحان پیدا ضرور ہوا ہے، جو ملت کیلئے خوش آئند ہے، ملت میں یہ احساس جاگ رہا ہے کہ اس کے سر سے جو طوفان گزر رہا ہے وہ طوفان مسلمانوں ہی کو بہالے جانا چاہتا ہے، اس طوفان کو اس سے کوئی سروکار نہیں کہ اس مسلمان کا مسلک کیا ہے، یا کس جماعت یا جمعیت سے اس کا تعلق ہے، یا کس حلقہ یا مکتب فکر سے وہ متعلق ہے...... تقسیم در تقسیم کے اس عمل نے ملت کو نیم جاں کردیا، حالات کی سختی کو آفریں کہیے کہ اس نے ملت کو اپنے اپنے گھروندوں سے باہر آنے اور اپنے اندر ''اُمت پنا'' کی صلاحیت وکیفیت پیدا کرنے کی طرف متوجہ تو کیا۔ تلخ نوائی معاف! ملت کو اپنے کو قائم رکھنے اور بقاء وتحفظ کیلئے ''امت پنا'' کی قوت وصلاحیت کی پناہ لینی پڑے گی، اور ان بتوں کو توڑنا پڑے گا جو وحدت امت کی راہ میں حائل ہیں۔

اجتماعیت کیسے قائم ہوتی ہے؟ سمع وطاعت کے جذبے سے، ایثار وقربانی اور رواداری کے حوصلہ سے!! اس میں کبھی اپنا گھوڑا پیچھے بھی لینا پڑتا ہے! خدا کا شکر ہے کہ علی العموم ملت کے بیدار مغز اور باخبر طبقہ میں بھی اجتماعیت کا احساس پیدا ہوچلا ہے......یہ وہ طبقہ ہے جس کو ''جاگا ہوا'' طبقہ کہا جاسکتا ہے......کہا جاتا ہے کہ سوئے ہوئے کو جگانا آسان ہے مگر جاگتے ہوئے کو آخر کیسے جگایا جائے، لیکن حالات کی شدت کو آفریں کہ ابتلا وآزمائش نے ان جاگتے ہوؤں کو بھی جھنجھوڑا ضرور ہے اسلام او رمسلمانوں کے خلاف یورش ویلغار اتنی سخ تھے کہ اس نے بڑی حد تک مسلمانوں کو اس کا احساس دلایا ہے، کہ اگر اس موقع پر ہم نے وحدت کلمہ کی بنیاد پر صف بندی نہیں کی تو ہماری ناعاقبت اندیشی پر مستقبل کا مؤرخ سر پیٹے گا......

حاصل کلام یہ ہے کہ حالات کی شدت کی بدولت مسلمانوں کی عوام وخواص دونوں طبقوں میں شعور جاگا ہے، اور مسائل کا ادراک پیدا ہوا ہے، وہ نوشتۂ دیوار کو پڑھنے لگے ہیں اور اپنے دانا ونادان دوستوں میں تمیز کرنے کی صلاحیت بھی ان میں پیدا ہوچلی ہے......اور قوموں کے رویہ، طرز عمل اور طرز فکر میں مثبت اور تعمیری تبدیلی کسی بڑے اور خوشگوار انقلاب کا پیش خیمہ ہوتی ہے!

شعور کی بیداری کی سمت جو ہلکی اور دھیمی پیش رفت دکھائی دے رہی ہے، اسے محسوس کرنے اور دوسروں کو بھی محسوس کرانے کی ضرورت ہے، مطلع ابر آلودہ ضرور ہے مگر بیداریٔ شعور کا ہلال نمودار ہوا تو ہے! اس کی نشاندہی کی ضرورت ہے، یہ ہلال ''کل کے بدر کامل'' کی نوید سنا رہا ہے!!! اللہ کی رحمت سے کچھ بھی بعید نہیں!!!

تاریخی کالم

عام الفیل: 30/اگست 571ء یا 570ء

نبی کریم ﷺ کی مبارک پیدائش - 1

یمن میں بنو حمیر کے بعد حبشیوں کی حکومت قائم ہوئی، جب یہ حکومت ابرہہ اشرم کو ملی تو اس نے صنعاء میں غُمدان کے قریب ایک عظیم الشان گرجا بنایا، جس کو ''قُلّیس'' کہا جاتا تھا۔ اس زمانہ میں اس جیسا کوئی گرجا نہ تھا۔ اسے سنگ مرمر سے بنایا گیا تھا اور بہترین لکڑی استعمال کی گئی تھی جس پر سونے سے کام کیا گیا تھا۔ بادشاہ کا مقصد یہ تھا کہ عرب کے حج کو اس گرجے کی طرف پھیر دے اور کعبہ کی طرف حج کرنے کو باطل قرار دے دے۔ جب عربوں میں یہ بات پھیلی تو بنو کنانہ کے ایک آدمی کو سخت غصہ آیا۔ وہ اس گرجے میں گیا اور رات کے وقت آنکھ بچا کر قضائے حاجت کردی۔ پھر بھاگ کر اپنے علاقے میں آگیا۔

ابرہہ کو پتہ چلا تو وہ سخت غضبناک ہوا۔ اس نے قسم اُٹھائی کہ وہ بیت اللہ پر حملہ کرکے اسے تباہ کردے گا۔ اس سال کو عام الفیل (ہاتھی والا سال) کہا گیا۔ (السیرۃ النبویۃ: ۱/ ۴۰ والروض الأنف: ۱/ ۴۳) وہ صنعاء سے براستہ خثعم طائف پہنچا۔ وہاں سے اس نے اپنی قوم کے ایک آدمی کو مکہ مکرمہ بھیجا جو مکہ والوں کے جانور ہانک کر لے آیا۔ ان جانوروں میں سردار عبدالمطلب بن ہاشم کے بھی دوسو اُونٹ شامل تھے۔ یہ جانور ابرہہ کے پاس پہنچ گئے تو اس نے ایک اور شخص مکہ مکرمہ بھیجا اور اس سے کہا: ''وہاں کے سردار اور معزز آدمی کے بارے میں معلومات حاصل کرو۔'' وہ شخص آیا تو اسے بتایا گیا کہ وادیٔ مکہ کے سردار عبدالمطلب ہیں۔ وہ ان سے کہنے لگا کہ بادشاہ سلامت کہتے ہیں' میں تم سے لڑنے نہیں آیا، میں تو صرف بیت اللہ کو گرانے آیا ہوں۔''

عبدالمطلب کہنے لگے: ''اللہ کی قسم! ہم بھی اس سے لڑنا نہیں چاہتے نہ ہم میں اتنی طاقت ہے۔ یہ اللہ کا قابل احترام گھر ہے جسے اس کے خلیل ابراہیم علیہ السّلام نے بنایا تھا۔ اگر اللہ نے اس کی حفاظت نہ کی تو وہ جانے کیونکہ یہ اس کا گھر ہے۔ اگر اللہ تعالیٰ اپنے گھر کو ابرہہ کے رحم وکرم پر چھوڑ دے تو ہم اس کا مقابلہ نہیں کرسکتے۔'' یہ کہہ کر سردار عبدالمطلب ابرہہ کے قاصد کے ساتھ اس کی طرف چل پڑے۔ جب سردار عبدالمطلب کیلئے بادشاہ سے اجازت طلب کی گئی تو اسے بتایا گیا ''یہ قریش کے سردار ہیں۔'' اس نے انہیں دربار میں بلالیا۔ جب اس کی نظر ان پر پڑی تو بہت مرعوب ہوا۔ اس نے مناسب نہ سمجھا کہ ان کو تخت سے نیچے بٹھائے اور یہ بھی مناسب نہ سمجھا کہ حبشی انہیں اس کے برابر تخت پر بیٹھے ہوئے دیکھیں، لہٰذا وہ تخت سے اُترا اور قالین پر بیٹھ گیا اور ان کو بھی اپنے ساتھ بٹھالیا۔ اور پوچھا: ''فرمایئے! کیسے آئے؟'' سردار عبدالمطلب نے اپنے اونٹوں کا قصہ چھیڑ دیا۔

ابرہہ کہنے لگا: ''جب میں نے آپ کو دیکھا تھا تو میں بہت متاثر ہوا تھا، پھر جب میں آپ سے ہم کلام ہوا تو میں آپ سے بے پروا اور مستغنی ہوگیا ہوں۔ تعجب ہے کہ آپ مجھ سے اپنے دوسو اونٹوں کا مطالبہ کرتے ہیں، لیکن بیت اللہ کی بات نہیں کرتے جس پر تمہارے آباء واجداد اور تمہادے دین کا مدار ہے جب کہ میں اسے گرانے آیا ہوں۔'' عبدالمطلب کہنے لگے: ''اونٹوں کا مالک میں ہوں جبکہ اس گھر کا مالک اللہ تعالیٰ ہے، وہ خود اس گھر کی حفاظت فرمائے گا۔'' ابرہہ نے عبدالمطلب کے اونٹ واپس کردیے، عبدالمطلب قریش کے پاس واپس آئے اور انہیں پوری بات بتائی، چونکہ ابرہہ کے لشکر کی تعداد قریش سے بہت زیادہ تھی اسلئے سردار عبدالمطلب نے لوگوں کو مکہ خالی کرکے پہاڑوں اور گھاٹیوں میں پناہ حاصل کرنے کا مشورہ دیا تھا تاکہ وہ لشکر کی زد سے بچ سکیں۔ پھر انہوں نے کعبہ کے دروازے کا کنڈا پکڑا اور بہت سے دیگر قریشی سردار بھی ان کے ساتھ تھے۔ وہ عاجزی کے ساتھ دُعائیں کرنے لگے اور ابرہہ اور اس کے لشکر کے خلاف مدد مانگنے لگے حتی کہ سردار عبدالمطلب نے کعبے کا کنڈا پکڑ کر کچھ اشعار پڑھے: (باقی آئندہ شمارے میں)

ہفتہ وار
مبلغ
سرینگر کشمیر

10 مئی 2013ء جمعۃ المبارک

اِسلامی مہینوں میں رجب کا مہینہ

اسلامی دُنیا میں یہ مہینہ رجب کے نام سے موسوم ہے، ایک ضعیف روایت یہ پھیلی ہوئی ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی معراج اسی مہینہ میں ہوئی تھی، بہت سے مسلمان اسی روایت کو مان کر اس مہینہ میں طرح طرح کی خوشی کرتے اور بہت سی رسمیں بجالاتے ہیں۔ اول تو یہ روایت ہی ثبوت کو نہیں پہنچی ہے لیکن جو لوگ اس کے ماننے ہی پر زور دے رہے ہیں، ذرا وہ اپنے دل میں سوچیں کہ اس کے ماننے کے بعد خوشی منانے کا کیا طریقہ ہونا چاہیے، آیا وہی جس کے وہ عادی ہیں یا کچھ اور؟ ایسا نہ ہو کہ ہم خوشی منانے کا کوئی ایسا طریقہ اختیار کر بیٹھیں جو ہمارے رسول خدا صلّی اللہ علیہ وسلّم کا ناپسند کیا ہوا اور ہمارے خدا کی ناخوشی کا باعث ہو۔

خوشی منانے کے دُنیا میں بہت سے طریقے ہیں: بعض قومیں خوشی کے وقت شراب پیتی ہیں، بعض ناچ دیکھتی ہیں، بعض آتش بازی میں اپنا روپیہ پھونکتی ہیں۔ لیکن مسلمان کا کام تو یہ نہیں کہ ان طریقوں سے اپنی خوشی کو ظاہر کرے۔ اس لئے کہ ہمارے سچے مذہب نے ان صورتوں کو ہمارے لئے منع کر دیا ہے۔ دنیا کا تجربہ بھی یہی بتاتا ہے کہ ان طریقوں سے نمائشی خوشی چند لمحوں کیلئے ہو جاتی ہے لیکن بعد کو رنج و تکلیف بہت زیادہ ہوتی ہے۔ اور دل کو فرحت وراحت تو ایک لمحہ کیلئے بھی ان طریقوں سے نہیں ہوتی۔ مسلمان کو اتنا ناسمجھ تو نہ ہونا چاہیے کہ اس کی ناسمجھی پر دوسری قومیں ہنسیں اور وہ خود دنیا میں بھی اپنا نقصان کرے اور آخرت میں بھی اس کو شرمندگی اور پچھتاوا ہو۔

مسلمان کو معراج کا مرتبہ تو خدا کے فضل و کرم سے روزانہ حاصل ہو سکتا ہے اور وہ بھی ایک بار نہیں کم از کم پانچ بار۔ اس کی معراج نماز ہے۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کو معراج میں خدا کی حضوری نصیب ہوئی تھی اُمت محمدی صلّی اللہ علیہ وسلّم پر خدائے کریم کی یہ حد سے بڑھی ہوئی مہربانی ہے کہ اس کے ہر فرد کو دن میں کم از کم پانچ مرتبہ خدا کے دربار میں حاضری کے موقعے ہیں۔ پس جو لوگ واقعہ معراج نبوی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اس مہینہ میں مان کر اس کی زیادہ عزت و عظمت کرتے ہیں، انہیں تو واجب ہے کہ اس مہینہ میں وہ خود بھی اس دولت کے حاصل کرنے کی اور زیادہ کوشش کریں اور نماز کو حضورِ قلب اور جماعت و طہارت کے ساتھ مستعدی کو کام میں لائیں۔ یہی وہ طریقہ ہے جس سے دُنیا میں بھی ان کے قلب کو راحت و مسرت حاصل ہوگی، سب بھائی بھائی امن اور چین سے رہیں گے اور آخرت میں خدا اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی خوشنودی کی دولت ہاتھ آئے گی۔

بہت سے ناواقف بھائی اور بہنیں رجب کی پہلی جمعرات کو بہت سی رسمیں بجالاتے ہیں، اس مہینہ کی بعض تاریخوں میں بہت سی پوریاں پکا کر مٹھائی کے ساتھ ایک خاص مقام پر بیٹھ کر کھانا بڑا ثواب جانتے ہیں اور بعض راتوں کو خوب روشنی کر کے جلسہ کرنا ضروری سمجھتے ہیں۔ یہ ساری باتیں بعض مسلمانوں نے دوسری قوموں کی دیکھا دیکھی دل سے گڑھ لی ہیں ان میں سے کوئی شئی نہ خدا کی بتائی ہوئی ہے نہ اس اس کے رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کی اور نہ کسی صحابی رضی اللہ عنہ کی۔

بعض بزرگوں نے اس مہینہ میں چند نمازوں کا خاص ثواب لکھا ہے، اکثر علماء کرام کے نزدیک یہ رائے بھی صحیح نہیں لیکن اگر صحیح بھی ہو تو بہر حال نماز ہی کی فضیلت رہی۔ باقی تیل، بتی، گھی، شکر، میدہ وغیرہ روپیہ پھنکنے کا حکم کسی مستند صوفی، کسی سچے فقیر، کسی صاحب دِل نے بھی کہیں نہیں دیا ہے۔ مسلمان کا کام یہ ہے کہ بُری رسموں سے دوسروں کو بچائے نہ یہ کہ دوسروں کی بُری رسمیں خود اختیار کرے۔

جواھر القرآن

سورۂ ممتحنہ (۱۲)

پہلی قسط

حضرت مفتی محمد شفیع صاحبؒ

''اے پیغمبر! جب مسلمان عورتیں آپ کے پاس (اس غرض سے) آویں کہ آپ سے ان باتوں پر بیعت کریں کہ اللہ کے ساتھ کسی چیز کو شریک نہ کریں گی، اور نہ چوری کریں گی، اور نہ بدکاری کریں گی اور نہ اپنے بچوں کو قتل کریں گی اور نہ بہتان کی اولاد لاویں گی، جس کو اپنے ہاتھوں اور پاؤں کے درمیان (نطفہ شوہر سے جنی ہوئی دعویٰ کرکے) بنالے ویں، اور شریعت کی باتوں میں وہ آپکے خلاف نہ کریں گی، تو آپ ان کو بیعت کرلیا کیجئے، اوران کیلئے اللہ سے مغفرت طلب کیا کیجئے، بیشک اللہ غفور رحیم ہے۔''

اس آیت میں مسلمان عورتوں سے ایک تفصیلی بیعت لینے کا ذکر ہے، جس میں ایمان وعقائد کے ساتھ احکام شرعیہ کی پابندی کا بھی معاہدہ ہے، اس سے پہلے کی آیات میں جس کے ذیل میں یہ بیعت کی آیت آئی ہے، وہ اگر چہ ان ہجرت کرنے والی عورتوں کے ایمان کا امتحان کرنے کے سلسلے میں ہیں، اور یہ بیعت ان کے ایمان کے امتحان کی تکمیل ہے لیکن الفاظ آیت عام ہیں، نومسلم اور ہجرت کرنے والیوں کے ساتھ مخصوص نہیں بلکہ سب مسلمان عورتوں کیلئے عام ہیں، اور واقعہ بھی اسی طرح پیش آیا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیعت کرنے والی صرف نومسلم مہاجرات ہی نہیں دوسری قدیم عورتیں بھی شریک تھیں، جیسا کہ صحیح بخاری میں اُم عطیہؓ سے اور بسند بغوی اُمیمہؓ بنت رقیہؓ سے منقول ہے، حضرت امیمہؓ سے روایت ہے کہ میں نے چند دوسری عورتوں کے ساتھ میں رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم سے بیعت کی تو آپ نے جن احکامِ شرعیہ کی پابندی کا معاہدہ اس بیعت میں لیا اس کے ساتھ یہ کلمات بھی ارشاد فرمائے: ''فیما استطعتن واطقتن''، یعنی ہم ان چیزوں کی پابندی کا عہد اسی حد تک کرتے ہیں جہاں تک ہماری قوت وطاقت میں ہے، امیمہؓ نے اس کو نقل کرکے فرمایا کہ اس سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی رحمت وشفقت ہم پر خود ہماری ذات سے بھی زائد تھی کہ ہم نے تو بلا کسی قید وشرط کے عہد کرنا چاہا تھا آپ نے اس شرط کی تلقین فرمادی، تاکہ کسی مجبوری کی حالت میں خلاف ورزی ہو جائے، تو شرط کے توڑنے میں داخل نہ ہوں۔ (مظہری)

اور صحیح بخاری میں حضرت عائشہؓ نے ان عورتوں کی بیعت کے متعلق فرمایا کہ عورتوں کی یہ بیعت صرف گفتگو اور کلام کے ذریعہ ہوئی، مردوں کی بیعت میں جو ہاتھ پر ہاتھ رکھنے کا دستور ہے، عورتوں کی بیعت میں ایسا نہیں کیا گیا اور رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے دست مبارک نے کبھی کسی غیر محرم کے ہاتھ کو نہیں چھوا۔ (مظہری)

(جاری)

اَدعِیۃ الرسول صلّی اللہ علیہ وسلّم

بادشاہ کے ظلم سے ڈرنے والے کی دُعائیں

۱۔ ''اَللّٰھُمَّ رَبَّ السَّمٰوٰتِ السَّبعِ وَرَبَّ الْعَرْشِ الْعَظِیْمِ، کُنْ لِّیْ جَاراً مِنْ فُلاَنَ ابْنِ فُلاَنَ وَّ اَحْزَابِہٖ مِنْ خَلاَئِقِکَ اَنْ یَّفْرُطَ عَلَیَّ اَحَدٌ مِنْھُمْ اَوْ یَطْغٰی، عَزَّ جَارُکَ وَجَلَّ ثَنَآؤُکَ وَلاَ اِلٰہَ اِلاَّ اَنْتَ'' (ادب المفرد البخاری حدیث نمبر: ۷۰۷ اور البانی رحمہ اللہ نے صحیح الادب المفرد حدیث: ۵۴۵ میں اسے صحیح قرار دیا ہے)

اے اللہ! ربّ ساتوں آسمانوں کے اور ربّ عرش عظیم کے، بن جا تو میرے لئے پناہ دینے والا فلان بن فلان سے اور اس کے گروہوں سے تیری مخلوق میں سے، اس بات سے کہ زیادتی کرے مجھ پر کوئی ایک شخص بھی ان میں سے یا سرکشی کرے، مضبوط ہے تیری پناہ اور عظیم ہے تیری تعریف اور نہیں کوئی معبود مگر تو ہی۔

۲۔ ''اَللّٰہُ اَکْبَرُ، اَللّٰہُ اَعَزُّ مِنْ خَلْقِہٖ جَمِیْعًا، اَللّٰہُ اَعَزُّ مِمَّآ اَخَافُ وَاَحْذَرُ، اَعُوْذُبِاللّٰہِ الَّذِیْ لاَ اِلٰہَ اِلاَّ ھُوَ، اَلْمُمْسِکُ السَّمٰوٰتِ السَّبْعِ اَنْ یَّقَعْنَ عَلَی الْاَرْضِ اِلاَّ بِاِذْنِہٖ مِنْ شَرِّ عَبْدِکَ فُلاَنَ وَّجُنُوْدِہٖ وَاَتْبَاعِہٖ وَاَشْیَاعِہٖ مِنَ الْجِنِّ وَالْاِنْسِ، اَللّٰھُمَّ کُنْ لِیّ جَارًا مِنْ شَرِّھِمْ جَلَّ ثَنَآؤُکَ وَعَزَّ جَارُکَ وَتَبَارَکَ اسْمُکَ وَلاَ اِلٰہَ غَیْرُکَ'' (تین مرتبہ) (مسلم حدیث نمبر: ۱۷۴۴)

اللہ سب سے بڑا ہے، اللہ سب سے زیادہ زور اور غلبے والا ہے، اپنی تمام مخلوق سے، اللہ کہیں زیادہ طاقت والا ہے، اُن سے جن سے میں خوف کھاتا اور ڈرتا ہوں، میں اُس اللہ کی پنا میں آتا ہوں جس کے سوا کوئی معبود نہیں، جو روکے ہوئے ہے، ساتوں آسمانوں کو گرنے سے زمین پر، مگر اس کی اجازت سے (گر سکتے ہیں) تیرے فلاں بندے کے شر سے، اسکے لشکروں کے شر سے، اس کے پیروکاروں اور اس کے ساتھی، جنوں اور انسانوں سے، اے اللہ! بن جا تو میرا پشت ناہ ان کے شر سے، عظیم ہے تعریف تیری اور مضبوط ہے پناہ تیری اور بہت بابرکت ہے نام تیرا اور نہیں ہے کوئی معبود سوائے تیرے۔

www.khanqah.in

www.khanqah.in

اِسلامی قاعدہ ۔ 2

ترتیب
ابوالخیر

ج سے جامی

جامی فارسی کے مشہور شاعر ہیں۔ اُن کا اصلی نام مولانا نورالدین عبدالرحمٰن ابن احمد جامی تھا۔ اُن کا زیادہ تر کلام ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کی نعتوں پر مشتمل ہے۔ نعت کے معنی ہیں۔ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی شان میں مدحیہ یا تعریفی اشعار۔

پانی کے سوتے کو چشمہ کہتے ہیں۔ زمزم بھی ایک چشمہ ہے۔ جس کے پانی کو آبِ زمزم کہا جاتا ہے۔ یہ مکہ معظّمہ کا ایک خاص چشمہ ہے۔ جو حضرت اسماعیل علیہ السّلام کیلئے جاری ہوا تھا۔ اس پانی میں بڑی شفا ہے۔ جنت میں ایک نہر ہے اس کا نام چشمہ سلسبیل ہے۔

ح سے حافظ

حافظ کے معنی حفاظت کرنے والا۔ حافظ اللہ تعالیٰ کا صفاتی نام ہے۔ وہ شخص جسے قران پاک زبانی یاد ہو۔ اُسے بھی حافظ کہتے ہیں۔ یعنی قرآن پاک کو حفظ کرنے والا۔ ایران کے مشہور صوفی شاعر شمس الدین محمد شیرازی کا تخلص بھی حافظ تھا۔

خ سے خاتم النبیین

ہمارے پیارے نبی حضرت محمد صلّی اللہ علیہ وسلّم کا یہ لقب ہے کیونکہ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا۔ آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم پر نبوت ختم ہو چکی ہے۔ اور آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نبوت کے اختتام پر مہر کی حیثیت رکھتے ہیں۔ جو شخص یہ عقیدہ نہ رکھتا ہو وہ مسلمان ہے ہی نہیں۔

د سے دجّال

روایت کے مطابق یہ ایک جھوٹا شخص ہوگا جو اخیر زمانہ میں نکل آئے گا اور خدائی کا دعویٰ کریگا، لوگوں کی بہت بڑی تعداد اس کے تابع ہو جائے گی اور مسلمانوں کی ایک قلیل تعداد کے سوا وہ سب پر غلبہ پائے گا۔ پھر آسمان سے حضرت عیسیٰ علیہ السّلام اُتریں گے اور اس کافر کو ہلاک کر دیں گے۔

ڈ سے ڈل

ڈل وادی کشمیر کی ایک بڑی جھیل ہے۔ بتایا جاتا ہے کہ یہ ڈل ایک بہت ہی وسیع رقبے پر پھیلی ہوئی تھی مگر حریص انسانوں کی لالچ اور جاہل لوگوں کی جہالت سے یہ آہستہ آہستہ سکڑتی بھی گئی اور اسکا پانی آلودہ بھی ہوتا گیا، اب یہ جھیل چند کلومیٹر کے رقبے تک ہی رہ گئی ہے۔

پیارے بچو! اسلام قدرتی ماحول کے تحفظ کی تعلیم دیتا ہے، اسلام صفائی اور پاکی کی ترغیب دیتا ہے، اسلئے قدرتی ماحول کو بہتر اور برقرار رکھنے میں مسلمان بچوں کو بھی کام کرنا چاہیے، دیکھو بچو! انسان اور نباتات و جمادات کا ایک دوسرے کے ساتھ قریبی تعلق ہے، اگر ایک چیز میں خلل ڈالا گیا تو دیگر زندگیاں بھی متاثر ہوتی ہیں اور خطرے میں پڑتی ہیں ماحولیاتی توازن کو برقرار رکھنے میں انسان اپنا فرض بھول گیا ہے، اللہ تعالیٰ سورۂ الرحمٰن میں فرماتے ہیں: ''سورج اور چاند کیلئے ایک حساب ہے، اور جھاڑ اور درخت مشغول ہیں سجدہ میں، اور آسمان کو اونچا کیا اور رکھی ترازو کہ زیادتی نہ کرو ترازو میں......'' یعنی توازن برقرار رکھنے کی ہدایت ہے، انسان وقتی مفادات میں یہ بات بھول جاتا ہے کہ وہ ماحولیات کو آلودہ بنانے کا ذمہ دار بن رہا ہے، دولت جمع کرنے کی اندھی دوڑ میں قدرتی وسائل کا استحصال کیا جا رہا ہے اس طرح انسان اپنے مستقبل کو گھناؤنا بنا رہا ہے، ہر انسان پر یہ لازم ہے کہ وہ انسانی نسل کو آلودگی سے بچانے کیلئے ماحولیات کے تحفظ کیلئے اپنا فرض پورا کرے۔ حضرت ابوہریرہؓ سے روایت ہے کہ رسول اللہ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے فرمایا کہ منجملہ ان نیکیوں کے جو مومن کو اس کے مرنے کے بعد پہنچتی رہتی ہیں یہ ہیں: ایسا علم جس کو شائع کیا ہو یا فرزند صالح جس کو چھوڑ مرا ہو، یا قرآن مجید جس کو میراث میں چھوڑا ہو یا مسجد جس کو بنایا ہو یا مسافر خانہ جس کو بنایا ہو یا نہر جس کو جاری کیا ہو یا کوئی درخت لگایا ہو۔

ذ سے ذبیح اللّٰہ

یعنی اللہ کے راستے میں ذبح کیا ہوا۔ یہ حضرت اسماعیل علیہ السلام کا لقب ہے۔ واقعہ اس طرح ہے کہ جب حضرت اسماعیل علیہ السلام ایسی عمر کو پہنچے کہ اپنے والد حضرت ابراہیم علیہ السلام کے ساتھ چلنے پھرنے لگے تو حضرت ابراہیم علیہ السلام نے متواتر تین دن یہ خواب دیکھا کہ وہ اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کر رہے ہیں تو اس خواب کو اللہ تعالیٰ کا حکم جان کر اپنے فرزند کو ذبح کرنے پر آمادہ ہو گئے۔ جب فرزند سے اس خواب کا ذکر کیا تو وہ بھی نہایت خوشی سے اللہ کی راہ میں قربان ہونے پر راضی ہوئے۔ چنانچہ ایک جگہ لے جا کر جب حضرت ابراہیم علیہ السلام نے اپنے فرزند حضرت اسماعیل علیہ السلام کو ذبح کرنا چاہا تو چھری نے کوئی کام نہ کیا اور حضرت اسماعیل علیہ السلام کے گلے پر نشان تک نہ آیا۔ پھر اللہ تعالیٰ کے حکم سے ایک جانور کو ذبح کیا گیا۔

(جاری)

سالانہ جلسہ

مورخہ 18 مئی 2013 صبح 10 بجے سے لیکر 19 مئی 2013 نماز عصر تک ایک پُر وقار، روح افزا اور عالی شان سالانہ جلسہ کا انعقاد کیا جا رہا ہے۔ (انشاءاللہ) جس میں دو خوش نصیب بچوں کی دستار بندی اور مدرسہ ھٰذا کی جدید عمارت کی سنگ بنیاد ڈالی جائے گی۔ اس نورانی محفل میں حضرت مولانا مفتی محمد ایوب صاحب دامتُ برکاتہم کا ایک اصلاح او مبنی بر علم جو کہ ایمان افروز ہونے کے ساتھ ساتھ بصیرت افروز اور رُوح پرور خطاب ہوگا۔ ان کے علاوہ ڈاکٹر سرفراز احمد صاحب اور حضرت قاضی و مفتی شبیر احمد و دیگر علمائے عظام و مفتیان کرام بھی اپنے بیانات سے عوام کو مستفید فرمائیں گے۔

نوٹ: ۔ 18 مئی 2013 صبح 10 بجے سے لیکر شام نماز عصر تک مرد حضرات کے پروگرام کا انعقاد ہوگا۔ 19 مئی 2013 بروز اتوار مستورات حضرات کیلئے صبح 10 بجے سے لیکر نماز عصر تک پروگرام جاری رہے گا (انشاءاللہ) مستورات حضرات کیلئے گزارش ہے کہ وہ پردے کا اہتمام کریں، بغیر پردہ کسی بھی عورت کو جلسہ گاہ میں آنیکی اجازت نہ ہوگی (طعام کا کوئی انتظام نہ ہوگا)

الداعی الی الخیر

منتظمین و اراکین تجوید القرآن وَ کے کولگام

فون نمبر: 9697924524

9858098315,7298105373

ضروری گذارش!

جن قارئین کرام نے مبلغ کی ادائیگی کئی مہینوں سے نہیں کی، انہیں گزارش کی جاتی ہے کہ وہ براہِ کرم جلد از جلد ادائیگی کریں، اور ایجنٹ حضرات سے بھی گزارش ہے کہ وہ جلد از جلد ہفتہ وار مبلغ کے دفتر واقع کھانڈی پورہ کاترسو کولگام بذریعہ منی آرڈ یا از خود تشریف لا کر اپنی بقیہ ادائیگی ادا کریں۔

مدیر

SAMEER & CO

Deals with:

PLY WOOD, HARDWARE, PAINTS ETC

ایک بار آزمائیے، بار بار تشریف لائیے

....

H.O: K.P. ROAD ISLAMABAD

ContactNo's:9419040053

موبائل فون کا بے جا استعمال دماغی رسولی کا باعث۔ اطالوی سائنسدان

موبائل فون اور کارڈلیس فون سے نکلنے والی برقی شعاعیں انسانی خلیات پر اثر انداز ہوتی ہیں

ایجنسیز// اٹلی کے سائنسدانوں نے کہا ہے کہ موبائل فون اور کارڈلیس فون کا بے جا استعمال دماغی رسولی جیسے ٹیومرز کا باعث بنتا ہے، اٹلی کے ذرائع اَبلاغ کے مطابق اس کی واضح مثال 60 سالہ اٹلی کی کاروباری شخصیت مارکولیتی ہیں جو کہ گذشتہ بارہ سال سے روزانہ چھ گھنٹے تک فون کا استعمال کرتے رہے، جس کے باعث آج وہ اس مرض میں مبتلا ہیں، سائنسدانوں نے ان کی بیماری کی وجہ ان کے اکثر سے فون کے استعمال کو قرار دیا ہے۔ انہوں نے بتایا کہ مارکولیتی کا یہ ٹیومر کینسر زدہ نہیں ہے، تاہم پھر بھی اس ٹیومر سے ان کی موت کے خدشات ہیں، ماکولیتی نے خود اس بات کو تسلیم کیا ہے کہ فون کا بے جا استعمال ان کے بیمار ہونے کی ایک اہم وجہ ہے، اور دوسرے لوگوں کو خبردار کیا ہے کہ وہ فون کے بے جا استعمال سے گریز کریں۔ دوسری جانب برطانوی سائنسدانوں نے اس بات سے انکار کیا ہے کہ مارکولیتی کے بیمار ہونے کی وجہ ان کا فون کا استعمال ہے تاہم کینسر کے معروف معالج اور ماحولیات کے پروفیسر ایجنو گولیویں اور ٹیومر سرجن ڈاکٹر گھی گریسو نے مارکولیتی کے بیمار ہونے پر اس کے فون کے استعمال کے اثرات کے حوالے سے باقاعدہ ثبوت فراہم کئے ہیں۔ انہوں نے بتایا کہ موبائل فون اور کارڈلیس فون سے مختلف برقی شعاعوں کا اخراج ہوتا ہے جو کہ انسانی خلیات پر اثر انداز ہو کر دماغی رسولی جیسے مختلف ٹیومرز کا سبب بنتا ہے۔

محکمہ خزانہ کے انتظامی یونٹ کا معائنہ

راتھر کی ملازمین کو تُندِی سے کام کرنے کی ہدایت

سرینگر// وزیر برائے خزانہ ولداخ امور عبدالرحیم راتھر نے محکمہ خزانہ کے متعدد انتظامی یونٹوں کا معائنہ کیا، اقتصادی صلاح کار جلیل احمد خان، بی بی دیاس جو کہ وزیر اعلی کے پرنسپل سیکریٹری بھی ہیں، وزیر خزانہ کے ہمراہ تھے۔ وزیر خزانہ نے مین کلیریکل ہال میں ملازموں کے ساتھ بات چیت کے دوران ان سے رہائشی اور دیگر سہولیات کے بارے میں دریافت کیا، راتھر نے متعدد سینئر آفیسروں کے دفاتر چیمبرس بشمول اکنامک ایڈوائزر ٹو گورنمنٹ، ڈائریکٹر بجٹس، ڈائریکٹر فائنانس، ڈائریکٹر کوڈس، ڈپٹی ڈائریکٹر بجٹس کا دورہ کیا اور محکمہ خزانہ سے متعلقہ امور زیر بحث لائے، انہوں نے محکمہ خزانہ کیلئے علاحدہ ریکارڈ روم فراہم کرنے کی ضرورت پر زور دیا تا کہ ضروری فائلیں اور ضروری ریکارڈ کا تحفظ یقینی بن سکے۔ محکمہ خزانہ کے ملازموں نے مین کلیریکل ہال میں جگہ کی کمی کی شکایت کی۔ راتھر نے پرنسپل سیکریٹری فائنانس کو اس مقصد کیلئے ضروری ہدایات دیں، وزیر موصوف نے محکمہ خزانہ کے ملازموں اور آفیسروں کو لگن و تندی سے کام کرنے اور لوگوں کے مسائل بغیر کسی تاخیر کے حل کرنے کی ہدایات دیں۔

اره کولگام میں دینی مجلس

مؤرخہ 13 مئی 2013ء بروزِ سوموار بعد نمازِ مغرب حضرت مفتی محمد ایوب صاحب نقشبندی (پنجورہ) دامت برکاتہم جامع مسجد شریف اره کولگام (ہیر پورہ) میں تشریف لا رہے ہیں۔ عوام الناس کو شرکت کی دعوت دی جاتی ہے۔

www.khanqah.in

آپ کے پوچھے گئے دینی سوالات

جرائم وسزا کے احکام-2

از: مولانا خالد سیف اللہ رحمانی-مدظلہ العالی

سوال: شریعت اسلامیہ میں جُرم وسزا کے متعلق کیا تصور ہے اوران کے بارے میں شریعت کے بنیادی اُصول وقواعد کیا ہیں؟

(لیکچرر) مظفر احمد بٹ-اسلام آباد

جواب: وبالله التوفيق-آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے جہاں ایک سماجی ضرورت اورامن عامہ کے تقاضے کے تحت مجرم پر سزا نافذ کی، وہیں ان کی عزت نفس اور حرمت انسانی کا بھی پاس رکھا،ایک صحابی حضرت ماعزؓ سے زنا کا صدور ہوگیا،سزا کا نفاذ کے بعد بعض لوگوں نے ان کے متعلق درشت کلامی کی تو آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے سخت نا گواری کا اظہار فرمایا۔(ابوداؤد: ۶۰۸، کتاب الرجم) اسی طرح کی بات ایک اور خاتون حضرت غامدیہؓ کے بارے میں پیش آئی،اس موقع سے بھی آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے تہدید فرمائی اوران کے بارے میں کلمات خیر ارشاد فرمائے۔(حوالہ سابق) ایک صاحب جو شرارت کے خوگر تھے،اور بار بار اس غلطی میں ماخوذ ہوکر بارگاہ نبوت میں پیش ہوئے،لوگوں نے شرم وعار دلاتے ہوئے بعض بددعائیہ کلمات کہہ دیئے،یہ سننا تھا کہ رحمت مجسم صلّی اللہ علیہ وسلّم کی جبین مبارک لطف وکرم پُر شکن آگئی اورآپ صلّی اللہ علیہ وسلّم نے اس پر نا گواری ظاہر کرتے ہوئے تلقین فرمائی کہ ان کیلئے دعا کرو نہ کہ بددُعاء۔ (بخاری: ۲/ ۱۰۰۲،باب ما یکرہ من لعن شارب الخمر الخ)

اَب آپ نے اسلام کے جرم وسزا کے بنیادی تصورت پر ایک طائرانہ نظر ڈال لی ہے،مناسب محسوس ہوتا ہے کہ اسلام میں جرائم کی اقسام اور اسی نسبت سے سزاؤں کا بھی ایک اجمالی ذکر ہوجائے اوراس سلسلہ میں ایک بار پھر میں قاضی ماوردی کی فاضلانہ تصنیف ''الاحکام السلطانیہ'' کی طرف لوٹتا ہوں جس میں اختصار وجامعیت کے ساتھ بڑی خوبصورتی سے اس بحث کو سمیٹ لیا گیا ہے،فرماتے ہیں: ''سزائیں دوطرح کی ہیں،حد اور تعزیر'' پھر حدود دوطرح کی ہیں،ایک وہ جن کا تعلق حقوق اللہ سے ہے،دوسرے وہ جو حقوق الناس سے متعلق ہیں،حقوق اللہ سے متعلق حدود بھی دوطرح کی ہیں، ایک وہ جو کسی فرض کو ترک کرنے پر ہیں،مثلاً تارک صلوٰۃ کہ اس کا حکم اکثر فقہاء کے ہاں قتل تک پہنچ جاتا ہے،اور مانع زکوٰۃ کہ جبراً اس سے زکوٰۃ وصول کی جائے گی، دوسرے وہ جو کسی ناجائز وحرام کے ارتکاب پر مقرر ہیں،اور یہ چار ہیں: زِنا،شراب نوشی، چوری اور رہزنی وبغاوت پر جاری ہونے والی حدیں، لوگوں کے حقوق سے متعلق حد ''حد قذف'' ہے کہ اس کا مقصد خالصۃً حرمت انسانی کا تحفظ ہے،اسی قبیل سے یہ احکام بھی ہیں کہ اگر کسی کے مالی حقوق ادا کرنے سے کوئی انسان پہلو تہی کرے تو اس سے جبراً حق وصول کیا جائے،اور ضرورت پڑے تو اس کو قید بھی کیا جائے گا۔

حقوق اللہ اور حقوق الناس میں جن غلطیوں اور کوتاہیوں پر کوئی سزا مقرر نہیں کی گئی ہے ان کی سزا اَمیر یا قاضی مقرر کرے گا،اسی کا نام تعزیر ہے۔ (الاحکام السلطانیہ: ۲۲۳- ۱۲۱) علاوہ حدود وتعزیر کے ''قصاص ودیت'' کا اضافہ کر لیجئے تو گویا اسلام کے پورے نظام عقوبات کا احاطہ ہوگیا کسی انسان پر جو جسمانی تعدی کی جائے اس کا بعینہٖ اسی صورت بدلہ لینا ''قصاص'' سے عبارت ہے،لیکن دوصورتیں ایسی ہیں کہ ان میں قصاص کے بجائے ''دیت'' واجب ہوتی ہے،ایک یہ کہ خود مجروح اور اگر مقتول ہے تو اس کے ورثہ بجائے قصاص کے ''دیت'' لینے پر آمادہ ہوجائیں،دوسرے مجروح شخص کو ایسا زخم لگا ہے کہ اس میں مماثلت کو باقی رکھنا مشکل ہو اور اس بات کا خطرہ ہو کہ اگر مجروح کو جارح سے اس کا قصاص لینے کی اجازت دیدے اور زخم ذرا کاری ہوجائے تو اس قصاص زخم کی جگہ ہلاکت تک جا پہنچے۔

حدود، قصاص اور تعزیر میں فرق

جرم کی ان مختلف انواع کا احکام پر کیا اَثر پڑے گا؟ ہر چند کہ مختلف فقہاء نے اس پر گفتگو کی ہے،مگر عبدالقادر عودہ شہیدؒ نے اس پر بڑی عمدہ گفتگو کی ہے اوراسی کا خلاصہ یہاں ذکر کیا جاتا ہے:

اول: اس کا گہرا تعلق جرم کے قابل عفو ہونے اور نہ ہونے سے ہے، ''حدود'' نا قابل عفو ہیں، نہ قاضی مجرم کو معاف کرسکتا ہے نہ خود متعلق شخص، مثلاً وہ عورت جس سے زنا کیا گیا ہو یا وہ شخص کا مال چوری ہوا ہو، جب کہ قصاص خود صاحب معاملہ معاف کرسکتا ہے،قاضی نہیں اور تعزیر کے باب میں قاضی کا اختیار بہت وسیع ہے اوراس کیلئے عفوودرگذر سے کام لینے کی گنجائش ہے۔

دوسرے: اس تقسیم کا اَثر قاضی کے اختیارات پر پڑتا ہے،حدود وقصاص میں قاضی کے ہاتھ بالکل بندھے ہوئے ہیں اور وہ اپنی طرف سے عفوودرگذر کا کوئی حق نہیں رکھتا،جب کہ تعزیر کے باب میں زمام اختیار اس کے ہاتھ میں ہے،وہ بہ تقاضائے حالات واشخاص کمی وبیشی بھی کرسکتا ہے اور معاف بھی۔

تیسرا فرق: یہ ہے کہ حدود وقصاص اور دیت کے سلسلہ میں جو منصوص احکام ہیں ان میں تبدیلی اور تغیر کی گنجائش نہیں، یہ قطعی اور نا قابل تغیر ہیں،اس کے برخلاف تعزیر کے قوانین اوقات وحلات کے لحاظ سے تغیر پذیر ہیں، ممکن ہے کہ ایک ہی جرم کی تعزیر حالات، مقام یا متعلق اشخاص کی حیثیت کے فرق کے لحاظ سے تبدیل کی جائے۔

چوتھا فرق: ذریعہ ثبوت کا ہے،زنا کے ثبوت کیلئے چار گواہوں کی گواہی مطلوب ہے، دوسری حدود اور قصاص کے ثبوت کیلئے کم سے کم دومرد گواہوں کی گواہی ضروری ہے،لیکن تعزیری جرائم کے ثبوت کیلئے عام نصابِ گواہی یعنی ایک مرد اور دوعورتوں کی شہادت بلکہ بعض حالات میں تنہا ایک شخص کی گواہی بھی کافی ہے۔(التشریع الجنائی الاسلامی: ۱/ ۸۴-۸۲)

راقم سطور کا خیال ہے کہ تعزیر کے سلسلہ میں فقہاء نے قاضی کو جو وسیع اختیارات دیئے ہیں، فی زمانہ ہویٰ وہوس کے غلبہ کی وجہ سے وہ کافی محل غور ہیں،اوراس میں اختیارات کے غلط استعمال،طرفداری اور جور کا قوی اندیشہ ہے،ہاں یہ ہوسکتا ہے کہ ایسے جرائم کی بابت مملکت اسلامی کی مقنّنہ کو اختیار دیا جائے کہ وہ دوسرے انتظامی مسائل کی طرح ایسے جرائم پر بھی قانون سازی کرے کہ اس کے بغیر تقاضائے انصاف کی تکمیل مشکل ہے۔واللہ اعلم۔

تحقیق جرم کیلئے طریق کار

اس بحث کے اختتام پر اس طرف اشارہ ضروری محسوس ہوتا ہے کہ بعض اوقات جرم کی تحقیق کیلئے بعض خصوصی اقدام ضروری ہوجاتے ہیں ،عدلیہ کیلئے مشکل یہ ہے کہ قانون کی زنجیر نے اس کو بے دست وپا کر رکھا ہے، اور جب تک کوئی بات پایہ ثبوت تک نہ پہنچ جائے وہ کوئی قدم اُٹھا نہیں سکتی،اس کو ملحوظ رکھتے ہوئے ایسے مواقع پر فقہاء نے انتظامیہ کو بعض خصوصی اختیارات دئے ہیں۔

من جملہ ان کے یہ ہے کہ ایسا متہم شخص جس کا جرم پایہ ثبوت کو نہ پہنچا ہو، تحقیق حال کیلئے گرفتار کیا جاسکتا ہے اور امام شافعیؒ کے نزدیک تو ایک ماہ، لیکن دوسرے فقہاء کے نزدیک امام المسلمین کی صوابدید کے مطابق کسی بھی مناسب مدت تک اسے قید میں رکھا جاسکتا ہے،اس پر جو تہمت لگائی گئی ہے، اگر اس کیلئے قوی قرائن موجود ہوں تو سچائی کے اگلوانے کیلئے مار پیٹ بھی کی جاسکتی ہے،اگر کسی بات کا اقرار کرنے کیلئے مجبور کیا جائے اور عین مار پیٹ کے درمیان وہ اقرار کرلے تو وہ اقرار معتبر نہیں،اگر صرف سچ بولنے کیلئے دباؤ ڈالا گیا اور مار پیٹ کی گئی یہاں تک کہ اس نے جرم کا اقرار کرلیا تو اقرار کرنے کے ساتھ ہی مار پیٹ موقوف کردی جائے اور دوبارہ استفسار حال کیا جائے اَب اگر دوبارہ بھی وہ اقرار کرلیتا ہے تو اَب یہ اقرار معتبر ہوگا۔

کوئی شخص حد شرعی نافذ کئے جانے کے باوجود بار بار ایک ہی جرم میں ماخوذ ہوتا ہے،تو انتظامیہ کو حق ہے کہ اس حبس دوام (دائمی قید) کی سزا دے اوراس کی خوراک وپوشاک کا نظم سرکاری طور پر کرے،قاضی کو ہر صورت میں قسم لینے کا حق نہیں،لیکن امیر حقوق اللہ اور حقوق الناس کے کسی بھی معاملہ میں تحقیق وتفتیش کی غرض سے متہم شخص سے قسم کھلا سکتا ہے،قاضی صرف ''حلف باللہ'' لینے کا حق رکھتا ہے،لیکن امیر طلاق وغیرہ پر مشروط حلف بھی لے سکتا ہے اور گو جرم اس درجہ کا نہ ہو کہ مجرم مستحق قتل ہو، پھر بھی اَز راہِ جرو تنبیہ قتل کی دھمکی دے سکتا ہے۔(یہ تمام احکام ''الاحکام السلطانیه للماوردی'' الباب التاسع عشر فی احکام الجرائم: صفحہ ۲۰ سے اختصار کے ساتھ نقل کئے گئے ہیں)۔

فقط واللہ اعلم بالصواب

پردے میں رہنا مری بہنا
آئیں جو دکھ ہنس کر سہنا

پردے سے وابستہ ہے عفّت
پردے میں پوشیدہ ہے عظمت
پردے کی حکمت کیا کہنا
پردے میں رہنا مری بہنا

رسم کی جس نے اوڑھی ردا
اُس سے گئی پھر شرم و حیا
رُخ پہ ہوا کے مت بہنا
پردے میں رہنا مری بہنا

جتنا سنورنا ہے تُو سنور
ہاں، لیکن اللہ سے ڈر
پردہ ترا زیور گہنا
پردے میں رہنا مری بہنا

کس کے جی میں کیا آئے
اور تُو مجرم کہلائے
خود کو لباس وہ مت پہنا
پردے میں رہنا مری بہنا

بات کی تہہ تک پہنچا ہے
بات یہ تائبؔ کہتا ہے
برقعہ کر کے رکھ تہہ نا
پردے میں رہنا مری بہنا

نوٹ: اس شمارے میں شاملِ اشاعت مضامین ومراسلے وغیرہ سے ادارے کا متفق ہونا ضروری نہیں۔ ادارہ

www.khanqah.in

مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی

مفتی محمد عمران اللہ القاسمی

روئے زمین پر بسنے والے تمام انسان اس حقیقت کا یقین رکھتے ہیں کہ علم انسان کیلئے ایک بیش قیمت سرمایہ، ایک لازوال طاقت اور بے مثال عزت ہے اور ایک ایسی انمول دولت جیسے کوئی چرا نہیں سکتا، علم سے عقل و شعور بلند ہوتا ہے اخلاق میں کمال حاصل ہوتا ہے، علم کے ذریعے سے ہی دِلوں کو فتح کرنے کی صلاحیت پیدا ہوتی ہے اسی کے ذریعہ سے انسان دیگر مخلوقات سے ممتاز ہوتا ہے اسلئے بجا طور پر یہ بات کہی جاسکتی ہے کہ علم ایک ایسی بیش بہا شی ہے جس کا کوئی چیز بدل نہیں ہوسکتی، یہی وجہ ہے کہ جب نبی آخر الزماں صلّی اللہ علیہ وسلّم کو اول مرتبہ وحی سے سرفراز فرمایا گیا تو اس میں پڑھنے کا حکم ملا جس سے یہ پیغام ملتا ہے کہ دامن علم سے وابستگی اسلام کے اولین کاموں میں سے ہے اور جس پہلی وحی کے ذریعہ انسانیت کو تعلیم کی طرف متوجہ کیا گیا اس میں سب سے پہلا لفظ اِقرأ تھا جس کے معنی ہیں پڑھ۔ پھر ان پہلی پانچ آیتوں میں دو جگہ تعلیم و تعلّم کا ذکر ہے ایک مرتبہ قلم کے ذریعہ تعلیم کی جانب اشارہ ہے "علّم بالقلم" گویا اس کے ذریعہ کتابی تعلیم کی دعوت دی گئی دوسری آیت میں ان علوم کی طرف متوجہ کیا گیا جن سے اس وقت انسانیت ناواقفیت تھی فرمایا گیا "علّم الانسانَ مالم یعلَم" یعنی اس میں قیامت تک آنے والے علوم وفنون ایجادات وانکشافات کی طرف اشارہ کردیا گیا، غرض کہ اللہ تعالیٰ نے آپ (ﷺ) کو علم کا چراغ بنا کر بھیجا اور آپ کا نشانہ جہالت کو قرار دیا اور اگر تجزیہ کیا جائے تو یہی معلوم ہوتا ہے قرآن مجید نے آپ صلّی اللہ علیہ وسلّم کی جس حیثیت کو زیادہ نمایاں کیا ہے وہ یہی ہے کہ آپ (ﷺ) معلّم ہیں اور پوری انسانیت آپ کی متعلّم ہے۔ (آل عمران: ۱۶۴) آپ (ﷺ) کی حیاتِ طیبہ میں یہ پہلو اس قدر نمایاں نظر آتا ہے کہ مکی زندگی میں ہر طرح کی مشکلات اور دُشواریوں کے باوجود آپ (ﷺ) نے تعلیمی سلسلہ کو نظر انداز نہیں کیا اور مدینہ ہجرت فرمانے کے بعد آپ نے اولین کام یہی کیا کہ مسجد نبوی کی تعمیر فرمائی اور تعلیمی مقصد کیلئے صفہ نامی چبوترہ تیار کرایا اور اس کے ذریعہ سے علم کو عظمت بخشی، آپ کے بعد آپ کے متبعین صحابہ کرام (رضی اللہ عنہم) کی زندگیوں میں بھی علم کی قدردانی اور اسکی تعلیم واشاعت کے قابل تقلید نمونے ملتے ہیں چنانچہ ایک صحابی سیدنا معاذ بن جبل حصول علم کی ترغیب دیتے ہوئے ایک طویل روایت میں فرماتے ہیں کہ علم وحشت میں انس کا ذریعہ ہے سفر میں ساتھی ہے، تنہائی میں بات کرنے والا نفع کو بتانے والا اور غم وخوشی سے باخبر کرنے والا دُشمنوں کے خلاف ہتھیار اور دوستوں کے نزدیک زینت کا ذریعہ ہے اسکے ذریعہ سے اللہ تعالیٰ لوگوں کے مراتب بلند کرتے ہیں اور خیر کے کاموں میں ان کو پیشوا اور امام بناتے ہیں لوگ اہل علم کے طریقوں کو اختیار کرتے ہیں اور ان کے فیصلوں پر مطمئن ہوتے ہیں۔

اسلام میں علم کی اہمیت وعظمت اور اسکے حصول کی ترغیب وتاکید کا تقاضا تو یہ تھا کہ امت مسلمہ علمی میدان میں سب سے مقدم اور میعاری مقام پر نظر آتی اور دیگر ساری قومیں علم کے سلسلہ میں اس سے پچھڑی ہوئی ہوتیں مگر افسوس! صورت حال بالکل اس کے برعکس ہے آج ہر قسم کے سرکاری وغیر سرکاری اعداد وشمار بتاتے ہیں کہ مسلمانوں میں تعلیمی پسماندگی بہ نسبت دوسری قوموں کے سب سے زیادہ ہے، فرینڈز فار ایجوکیشن کے سروے کے مطابق 62 فیصد مسلمان مرد اور 77 فیصد مسلم عورتیں ناخواندہ ہیں اور یہ بات بھی یقینی ہے کہ بعض علاقوں میں پہنچ کر یہ اعداد وشمار حیرت انگیز طور پر بڑھ بھی سکتے ہیں۔ اس سروے سے مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی کا اندازہ بخوبی ہوجاتا ہے لہٰذا ضروری ہوجاتا ہے کہ ان اسباب کا پتہ لگایا جائے جن کی وجہ سے اس پسماندگی کو دور کیا جاسکتا ہے۔

پہلا سبب تعلیم سے غفلت و بے شعوری ہے مسلمانوں میں ایک بہت بڑی تعداد ایسی ہے جو تعلیم کی اہمیت سے نابلد ہے اس میں ایک طبقہ تو تاجروں کا ہے جو صرف یہ خیال کرتے ہیں اگر محنت سے پڑھ لکھ کر اعلیٰ تعلیم حاصل کر بھی لی جائے تو اس کا ہم کو کیا فائدہ؟ کیونکہ ہم کو تو بالآخر گھر کی اسی تجارت میں لگنا ہے جب یہ صورتحال ہے تو پھر زیادہ تعلیم کی کیا ضرورت ہے؟ جتنی مدت میں تعلیم حاصل کریں گے اتنی مدت میں ہم کو کاروبار کا اچھا خاصا تجربہ ہوجائے گا جس سے ہم مستقبل میں فائدہ اُٹھائیں گے تو جو لوگ بھی اسی طرح کی سوچ رکھتے ہیں وہ لوگ بہت ہی گھٹیا کے مالک ہیں، انہیں معلوم ہونا چاہیے کہ علم صرف کاروبار میں ہی مفید نہیں ہے بلکہ یہی انسان کا اصلی جوہر ہے۔

تعلیم سے غفلت رکھنے والوں میں سے ایک طبقہ ایسا بھی ہے جسکی غفلت کا سبب اس کی غربت اور خستہ حالی ہے، یہ ناقابل انکار بات ہے کہ معاشی طور پر کمزور مسلم خاندانوں میں تعلیم کے بارے میں سوچنے کی فرصت نہیں اور آخر یہ ہو بھی سکتا ہے تو کیسے؟ کیونکہ یہ طبقہ اپنے نوجوانوں اور بچوں کو اسکول اور مدارس میں بھیجے تو اوپر سے مزید اخراجات ہی بڑھتے ہیں جبکہ اس طبقہ کے اکثر لوگوں کے یہاں کھانے کے لالے پڑے ہوتے ہیں اور جو لوگ اس طرح غریبی کی مار جھیل رہے ہیں ان کا کوئی پرسانِ حال بھی نہیں ہے یقیناً اُن کی یہ حالت قابل افسوس اور نہایت قابل رحم ہے مگر اس طرح کی صورتحال میں مبتلا لوگوں کو آپ (ﷺ) کا اُسوہ پیش نظر رکھنا چاہیے کہ آپ (ﷺ) نے معاشی ضرورت پر تعلیمی ضرورت کو مقدم رکھا اور ہر موقع پر مناسب تعلیم کا بندوبست فرمایا چنانچہ بدر کے قیدیوں میں پڑھے لکھے لوگوں کیلئے دس بچوں کی نوشت وخواند کو فدیہ قرار دیا تھا یہ واقعہ اور اسکے سوا آپ (ﷺ) کی زندگی کے دیگر بہت سے واقعات ہمیں اس بات کا درس دیتے ہیں کہ سخت سے سخت تر حالات میں بھی ہم تعلیمی اُمور کو ہی اپنائیں اور ہر چیز پر اس کو مقدم رکھیں اگر اُمت کے ہر طبقہ کا مزاج یہ بن جائے گا تو انشاءاللہ بہت جلد تعلیمی پسماندگی کے بادل چھٹ جائیں گے۔

دوسرا سبب احساسِ ذمہ داری کا فقدان: تعلیمی پسماندگی کا دوسرا سبب احساسِ ذمہ داری کا فقدان ہے امت مسلمہ کے اکثر افراد چاہے وہ امیر طبقہ سے تعلق رکھتے ہو یا غریب طبقہ سے ہوں ان // بقیہ صفحہ 7 پر......

ایک اہم نسخہ

"جو اپنی روزی میں فراخی کی مسّرت چاہتا ہے اور یہ کہ دیر تک اس کا تذکرہ رہے یا اُس کی موت مؤخر کیا جائے، اُسے چاہیے کہ اپنے رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کرے۔" (بخاری)

ھدایت: رزق اور عمر کی برکت سب چاہتے ہیں لیکن نبی رحمت صلّی اللہ علیہ وسلّم کا نسخۂ کیمیا کون اپناتا ہے۔

"اَلْعَائِدُ فِیْ ھِبَتِہٖ کَالْعَائِدِ فِیْ قَیْئِہٖ" (رواہُ البخاری)

ھبہ واپس لینے والا اس طرح ہے جیسا کہ اپنی قے کھا لینے والا۔

ھدایت: ھبہ واپس لینا حرص اور اخلاص نہ ہونے کی دلیل ہے۔ اس سے پرہیز ضروری ہے۔

"کَانَ النَّبِیُّ صلّی اللّٰہُ عَلَیْہِ وَسَلَّمَ یَقْبَلُ الْھَدِیَّۃَ وَیُثِیْبُ عَلَیْھَا" (رواہُ البخاری)

حضور اقدس صلّی اللہ علیہ وسلّم ھدیہ قبول فرماتے اور اس کا بدلہ بھی دیتے تھے۔

ھدایت: ھدیہ سے محبت بڑھتی ہے، ھدیہ چھوٹا ہو اُسے حقیر نہیں جاننا چاہیے، ھدیہ کا بدلہ دینا سنت ہے چاہے فوراً اور چاہے بعد میں۔ نفرت کے عالم میں پاک محبت پھیلانے سے رحمت برسے گی۔

علم نحو سیکھئے - 15

مولانا محمد طاہر قاسمی۔ اُستاذ سواءالسبیل

سوال: آخرِ معرب کے اختلاف کی کتنی صورتیں ہیں؟

جواب: آخرِ معرب کے اختلاف کی آٹھ صورتیں ہیں:

۱) اختلافِ ذاتی لفظی حقیقی۔ جیسے جاء نی ابوك، رأيت اَباكَ، مررتُ بأبيك

۲) اختلافِ ذاتی لفظی حکمی۔ جیسے رأيت مسلمين ، مررت بمسلمين

۳) اختلاف ذاتی تقدیری حقیقی، جیسے: جاء نی ابوالقوم رأيت اباالقوم، مررت بابی القوم

۴) اختلاف ذاتی تقدیری حکمی۔ جیسے رأيت مسلمي القوم، مررت بمسلمي القوم

۵) اختلاف صفتی لفظی حقیقی۔ جیسے جاء نی زيد، رأيت زيداً، مررت بزيد

۶) اختلاف صفتی لفظی حکمی۔ رأيت احمد ، مررت بأحُمَدَ

۷) اختلاف صفتی تقدیری حقیقی۔ جیسے جاء نی فتیً، رأيت فتیً، مررت بفتیً

۸) اختلاف صفتی تقدیری حکمی۔ رأيت حبلیٰ، مررت بحبلیٰ

سوال: اسم معرب کو اسم متمکن کیوں کہتے ہیں؟

جواب: تمکن بمعنی جگہ دینا، چونکہ معرب بھی اپنے اوپر غیر کو اعراب کی جگہ دیتا ہے، اس وجہ سے اسمِ معرب کو اسم متمکن کہتے ہیں۔ (بین السطور، ہدایۃ النحو)

سوال: اعراب کسے کہتے ہیں؟

جواب: اعراب وہ حرکت یا حروفِ علّت ساکن ہے جس کے ذریعے معرب کا آخر بدلتا ہے، جیسے ضمہ، فتحہ، کسرہ، واوٗ، الف، یاء۔ (النحو الوافی)

سوال: اعراب کی وجہ تسمیہ بیان کیجئے؟

جواب: اعراب مشتق ہے بابِ افعال سے، بمعنی اظہار اور واضح کرنا اور اعراب بھی چونکہ معانی مقتضیہ کو واضح کرتا ہے، اس لئے اس کا نام اعراب رکھا گیا۔ (غرضِ جامی)

سوال: اسم معرب کی اعراب کی کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: اسم معرب کی اعراب کی تین قسمیں ہیں۔ رفع، نصب اور جر۔ ایسا اس لئے ہے کہ اعراب کی وضع جن چیزوں کیلئے ہوئی ہے، وہ تین ہے، فاعل ہونا، مفعول ہونا اور اضافت ہونا۔ لہٰذا جو اعراب ان پر دلالت کرتا ہے وہ بھی تین قسموں پر ہوگا تاکہ دال بقدرِ مدلول ہو۔ (حاشیہ ہدایۃ النحو)

سوال: اعراب کی کیفیت کے اعتبار سے کتنی قسمیں ہیں؟

جواب: اعراب کی کیفیت کے اعتبار سے تین قسمیں ہیں، (۱) اعرابِ لفظی۔ (۲) اعرابِ تقدیری۔ (۳) اعراب محلّی۔

اعرابِ لفظی: وہ اعراب ہے، جو لفظوں میں موجود ہو، جیسے جاءَ نبیلٌ، رأیت نبیلاً، مررتُ بنبیلٍ کی لام پر۔

اعرابِ تقدیری: وہ اعراب ہے جو لفظوں میں موجود نہ ہو بلکہ پوشیدہ ہو، جیسے: جاءت سلمٰی، رأیت سلمٰی، مررتُ بسلمٰی۔ یائے مقصورہ کی یاء پر۔

اعرابِ محلّی: وہ اعراب ہے جو اسم مبنی پر آتا ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ یہ اسم مبنی ایسی جگہ پر ہے کہ اگر اس کی جگہ کوئی اسم معرب ہوتا تو لفظاً یا تقدیراً اس پر اعراب آجاتا۔ جیسے: جاءَ ھٰؤلآءِ میں ھٰؤلآءِ۔ (النحو الوافی)

سوال: ضمۃ، فتحۃ، کسرۃ۔ تا کے ساتھ اور ضم، فتح اور کسرٌ بغیر تاء کے اور رفع، نصب، جر ان تینوں اصطلاحات میں کیا فرق ہے؟

جواب: ان میں فرق یہ ہے کہ ضمۃ، فتحۃ، کسرۃ تاء کے ساتھ معرب اور مبنی دونوں پر بولے جاتے ہیں، ضم، فتح اور کسر بغیر تاء کے صرف مبنی پر بولے جاتے ہیں، اور رفع، نصب، جر یہ صرف معرب پر بولے جاتے ہیں۔

(غرضِ جامی، شرح شرح جامی)

بقیہ : مسلمانوں کی تعلیمی پسماندگی

میں اپنے ماتحتوں اور آل واولاد کے متعلق ذمہ داری کا احساس نہیں پایا جاتا، اپنی اولاد سے متعلق ان پر جو حقوق عائد ہوتے ہیں ان میں تعلیم وتربیت بھی ایک اہم حق ہے غریب ونادار طبقہ تو اس حق کی ادائیگی سے متعلق سوچتا ہی نہیں کیونکہ وہ اپنی معاشی کمزوری کی وجہ سے بچوں کو ہوش سنبھالتے ہی کسی نہ کسی کام میں مصروف کردیتا ہے جس کی وجہ سے والدین کو معاشی طور پر کچھ سہارا مل جاتا ہے اور اسطرح ایک بڑا طبقہ تعلیم سے محروم رہ جاتا ہے اور رہا مالدار طبقہ تو اس پر دو طرح کی ذمہ داری ہے اور وہ اپنی دونوں طرح کی ذمہ داریوں سے غافل ہے۔

پہلی ذمہ داری اپنی اولاد سے متعلق ہے کہ وہ ان کو حتی الوسع اعلیٰ پیمانہ پر تعلیم دلائیں ان میں تعلیمی جذبہ جگائیں جس طرح وہ ان کی دیگر ضروریات اور تقاضوں کو پورا کرتے ہیں، دیکھا یہ جاتا ہے کہ امیر ومالدار لوگوں کے اولاد دولت کے سہارے عیش ومستی کی ساری حدیں فلانگتے ہیں اور والدین کی جانب سے ان کو اس عیش ومستی کیلئے معقول مقدار میں رقم بھی مہیا کی جاتی ہے کیا ہی اچھا ہوا گر والدین اپنے نونہالوں کو بیکاری، عیش ومستی سے بچا کر تعلیم میں مصروف کردیں اور ان کیلئے معیاری تعلیم کا بندوبست کریں تا کہ بعد میں وہ قوم کیلئے عظیم سرمایہ ثابت ہوں۔

اس طبقہ کی دوسری ذمہ داری اپنی اولاد سے ہٹ کر ہے اور وہ یہ ہے کہ جس طرح سے آج کل کے امیر اور رئیس لوگ اپنی بیاہ شادی اور دیگر تقریبات میں فضول خرچی کرتے ہیں اور بے تحاشا رقم برباد کرتے ہیں اسی طرح اپنی عمارات میں بے دریغ روپیہ خرچ کرتے ہیں اور اگر اپنے ان اخراجات میں سے کچھ حصہ کم کرکے قوم کی تعلیمی پس ماندگی کو دور کرنے کیلئے مختص کردیں اور تعلیمی پسماندگی کو دور کرنے کیلئے اُٹھ کھڑے ہوں اور اس کیلئے ضرورت کے لحاظ سے چھوٹے بڑے ادارے قائم کئے جائیں اور ایسے طلبہ جو تعلیمی مزاج رکھتے ہیں اور اعلیٰ پیمانہ پر تعلیم حاصل کرنا چاہتے ہیں مگر ان کی ناداری ان کو اس سلسلہ میں کچھ سوچنے سے باز رکھتی ہے ایسے طلبہ کی کفالت کی جائے اور غریب یتیم بچوں کی ابتدائی تعلیم کا بندوبست کردیا جائے تو خدا کی ذات سے قوی اُمید ہے کہ بہت جلد انشاء اللہ قوم مسلم تعلیمی میدان میں آگے بڑھے گی اور ناخواندگی کا تناسب کم ہوگا۔

اس سلسلے میں ایک ذمہ داری اس طبقہ پر یہ بھی عائد ہوتی ہے جو تعلیم یافتہ ہے کہ وہ ناخواندہ طبقات سے اختلاط وربط پیدا کرے اور ان میں تعلیمی بیداری لانے کی کوشش کرے پھر اس طبقہ میں بھی بعض حضرات وہ ہیں جو تعلیم وتعلّم کا شغل رکھتے ہیں انہوں نے اپنے ادارے قائم کرر کھے ہیں اور وہ تعلیمی میدان میں نمایاں خدمات انجام دے رہے ہیں ان کی ذمہ داری یہ ہے کہ وہ اپنے اداروں میں اخراجات کی تخفیف کرکے ان کے دروازے غریب ونادار لوگوں کیلئے بھی کھول دیں، آج کل یہ ایک نہایت تشویش کی بات ہے کہ شخصی اور پرائیویٹ اداروں میں فیس، کورس، یونیوفارم کے نام پر طلبہ سے اس قدر روپیہ وصول کیا جاتا ہے کہ عام آدمی اس کے تصور سے گھبرا اُٹھتا ہے اگر یہ ادارے صرف واجبی خرچ کے بقدر ہی اپنے مطالبہ کورکھیں اور فیس وغیرہ کے اخراجات میں تخفیف کرلیں اور خدمت کی نیت سے کام کریں تعلیم کو تجارت نہ بنائیں تو انشاء اللہ بہت جلد امت کے اوپر سے تعلیمی پسماندگی کا اندھیرا چھٹ جائے گا، نیز جو ادارے نہایت ذمہ داری کے ساتھ اپنے تعلیمی مشن کو جاری رکھے ہوئے ہیں اور مالی پریشانی اور سرمایہ کی قلت کے شکار نہیں ہیں تو ان کی ذمہ داری ہوتی ہے کہ وہ اپنے فیضان کو عام کرنے کیلئے اپنے تعلیمی حلقہ کو بڑھانے کیلئے دیہات اور پسماندہ علاقوں میں اپنی شاخیں قائم کریں اور ٹھوس تعلیمی نظام قائم کریں اُس کے جو دُوررس اثرات ہوں گے وہ کسی پر مخفی نہیں۔☆

12/مئی اتوار کو مڑہامہ میں ختم نبوت کانفرنس

مڑہامہ سنگم تحصیل بجبہاڑہ میں مؤرخہ 12/مئی 2013ء بروزِ اتوار صبح 10 بجے سے نمازِ عصر تک تحفظ ختم نبوت جموں وکشمیر کی طرف سے ایک عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد کیا جارہا ہے۔عوام الناس کو عموماً عاشقانِ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خصوصاً اس عظیم کانفرنس میں شرکت کی پُرخلوص دعوت دی جارہی ہے۔

منجانب: حلقہ مڑھامہ تحفظ ختم نبوت جموں وکشمیر

بقیہ : صفحہ آخر سے آگے......

گزند پہنچادو اور بعد میں تمہیں نادم ہونا پڑے۔‘‘ حیرات ہے کہ ہم آپس میں ہی ان کا خیال نہیں رکھتے اور دوسروں کی دی ہوئی خبر پر یقین کرلیتے ہیں۔ یہ ایمان والوں کا شیوہ نہیں ہے، خدا کیلئے دُشمنوں اور مخالفوں کی چالوں کو سمجھئے۔ میڈیا کے بعض حلقوں کو استعمال کرکے ہمارے لئے مسائل کھڑے کئے جاتے ہیں اور ہم ان مسائل میں اُلجھ کر سیاسی دُشمنوں کی سازش کا شکار ہوجاتے ہیں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں اخلاص وللّٰہیت اور اتفاق واتحاد کے ساتھ اپنے مسائل کو حل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ ان سطور کا اختتام میں اس بات پر کرنا چاہوں گا کہ آج پورے ملک میں خاموشی کے ساتھ قادیانیت سمیت مختلف قسم کے باطل فتنے سر اُٹھارہے ہیں مگر ہم ان کے سدباب پر غور کرنے اور اس سلسلہ میں کوئی مؤثر لائحہ عمل بنانے کی بجائے دوسرے فتنوں کو جنم دے رہے ہیں۔ ہماری اس مجرمانہ غفلت کا فائدہ ایک طرف سیاسی گروپ اُٹھارہے ہیں اور دوسری طرف اسلام مخالف طاقتیں خود کو منظّم کررہی ہیں اور مسلمانوں کے گروہوں میں سیندھ لگارہی ہیں۔ کیا ہم اَب بھی نہیں جاگیں گے؟

12/مئی 2013 کو مڑھامہ میں ختم نبوت کانفرنس

مڑہامہ سنگم تحصیل بجبہاڑہ میں مؤرخہ 12/مئی 2013ء بروزِ اتوار صبح 10 بجے سے نمازِ عصر تک تحفظ ختم نبوت جموں وکشمیر کی طرف سے ایک عظیم الشان کانفرنس کا انعقاد کیا جارہا ہے۔عوام الناس کو عموماً عاشقانِ نبی صلّی اللہ علیہ وسلّم کو خصوصاً اس عظیم کانفرنس میں شرکت کی پُرخلوص دعوت دی جارہی ہے۔

منجانب: حلقہ مڑھامہ تحفظ ختم نبوت جموں وکشمیر

شر سے مجتنب رہو، راہِ خیر اختیار کرو

حضرت قطبِ ربانی شیخ عبدالقادر جیلانی۔رحمۃ اللہ علیہ

’’اگرچہ خیر اور شر دونوں اس دنیا میں موجود ہیں اور انسان کے کردار اور عمل میں ان دونوں چیزوں کا ظہور ہوتا رہتا ہے لیکن متعدد آیات کلام اللہ کے پیش نظر تمام عوامل خیر اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہیں اور تمام عوامل شر ابلیس اور نفسِ انسانی کے پیدا کردہ ہیں۔ پس خیر کو تو سراسر اللہ تعالیٰ کی جانب منسوب کیا جاسکتا ہے۔ شر نہ تو اس کی ذات میں ہے اور نہ اُس کی جانب سے ہے۔ بلکہ نفسِ امارہ کی پیدا کردہ شے ہے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے ’’تمہیں جو بھی نیکی پہنچتی ہے وہ اللہ تعالیٰ کی جانب سے ہوتی ہے اور تمہیں جو بھی بدی پہنچتی ہے وہ سراسر تمہارے اپنے نفس کی جانب سے ہے‘‘ پس میں تجھے تاکید کرتا ہوں کہ خیر یعنی توحید وتقویٰ کا راستہ اختیار کر اور شر یعنی شرک وفسق کا اصول اور اس کے عوامل چھوڑ دے۔ فرمایا اللہ تعالیٰ نے: ’’میرے بندو! تم جنت میں اپنے اعمالِ صالح کے عوض داخل ہوجاؤ۔ سبحان اللہ! اُس کی کس قدر رحمت ورعایت ہے کہ اُس کے بندے نیک اعمال کے باعث بہشت کے مستحق قرار دیئے گئے، حالانکہ تمام نیک عمل بھی سراسر اللہ تعالیٰ ہی کی توفیق ونُصرت سے ہیں‘‘۔

آنحضرت ﷺ نے فرمایا: جنت میں کوئی بھی شخص محض اپنے اعمال کے سبب داخل نہ ہوگا‘‘ اور حضور ﷺ سے دریافت کیا گیا: ’’یارسول اللہ! کیا آپ بھی نہیں‘‘ فرمایا ’’میں بھی نہیں، مگر یہ کہ اللہ تعالیٰ کی رحمتِ واسعہ مجھے ڈھانپ لے‘‘ یہ حدیث حضرت عائشہؓ سے مروی ہے۔ پس میں تجھے شریعت کا احترام کرنے اور راہِ راست اختیار کرنے کی تاکید کرتا ہوں پھر جب تو احکامِ الٰہی تعمیل کرے گا اور دستورِ شریعت کا احترام کرے گا تو اللہ تعالیٰ تجھے شر اور شر کے ذرائع سے محفوظ رکھے گا اور تجھ پر راہِ خیر روشن فرما کر شریعت کو تیرے لئے آسان کردے گا اور تمام معاصی سے بچائے گا۔ فرمایا جو لوگ ہمیں سمجھنے اور پانے کیلئے جدوجہد کرتے ہیں تم اُن کے لئے صراط المستقیم کو روشن کردیتے ہیں اور اُن کی رہنمائی کرتے ہیں‘‘ اسی بنا پر حضرت یوسفؑ کے متعلق فرمایا: ’’ہم نے حضرت یوسفؑ کو ہر قسم کی بدی اور فحش سے محفوظ رکھا کیونکہ وہ ہمارے مخلص بندوں میں سے تھے‘‘ ایک اور جگہ ارشاد فرمایا: ’’اگر تم ایمان لاؤ اور شکر کرو تو اللہ تعالیٰ کو کیا ضرورت ہے کہ وہ تمہیں عذاب کرے‘‘

اس سے ظاہر ہے کہ مؤمن اور شاکر بندے دُنیا میں بھی مصائب اور آفات سے محفوظ رکھے جاتے ہیں اور عقبیٰ میں بھی ذلت وعذاب سے نجات پائے ہوئے ہیں۔ پس اللہ تعالیٰ کی شکر گزاری زیادتی نعمت کا باعث ہے۔ فرمایا: ’’اگر تم شکر بجالاؤ گے تو ہم تمہیں زیادہ دیں گے‘‘

او بندہ مؤمن! جب تیرا نورِ ایمان آخرت میں نارِ دوزخ کو بھی بُجھائے گا تو وہ دنیا میں آفات وبلیات کی آگ کو کیوں نہ بُجھائے گا۔ ہاں اللہ تعالیٰ کے جن محبوب وبرگزیدہ بندوں کو دنیا میں مصائب وآفات پیش آتے ہیں تو اس سے بھی اللہ تعالیٰ کا مقصود ہوتا ہے کہ اُن کے یقین (ایمان کو محکم کیا جائے اور مفاسد عقیدہ وعمل سے اُن کے قلب ودماغ کی تطہیر کی جائے اور ساتھ ہی ایسے ابتلاء سے اس پر توحید الٰہی، معرفتِ حق اور اسرارِ باطن کو واضح وبےنقاب کردیا جائے۔ یہ اس لئے کہ یہ قلبِ انسانی ایک ہی ہستی کی مستقل نشستِ ہے، اس میں دو ہستیاں قرار نہیں پاسکتیں اور جب اللہ تعالیٰ کے علاوہ کسی دوسری ہستی کو دل میں جگہ دی جاتے تو یہی شرک ہے جو تمام اعتقادی اور عملی خباثت کی جڑ ہے۔ اس کے برعکس توحید انسان کے قلب اور تمام اعضاء وجوارح کو ہستی باری تعالیٰ کیلئے مخصوص کرتے ہوئے اُس کے سینے کو ہر قسم کی کدورتوں سے پاک کرتی ہے اور اطمنانِ کامل عطا کرتی ہے۔ جس شخص کی توحید جتنی زیادہ محکم وتوانا ہوگی۔ اُسی قدر اُسے اللہ تعالیٰ کا قرب حاصل ہوگا اور اُسی قدر وہ ذات وصفات الٰہی کے اسرار سے باخبر ہوگا۔ یہی وجہ ہے کہ آنحضرت ﷺ نے فرمایا: ’’میں اللہ تعالیٰ کو تم سب سے زیادہ پہچاننے والا ہوں اور تم سب سے زیادہ اللہ تعالیٰ سے ڈرنے والا ہوں‘‘۔ پس جو شخص اپنے خالق وپروردگار سے جتنا زیادہ قریب ہوگا وہ اُتنا ہی زیادہ اُس سے خوف وخشیت رکھتا ہوں اور اُس کے احکام کا مطیع ہوگا۔ قُربِ حق کا ایک بڑا اثر یہ بھی ہے کہ وہ بندہ اللہ تعالیٰ کی نعمتوں کا پورا پورا احترام کرے اور اُن کا ہر دم شکر بجالائے گا۔ وہ غیر اللہ کی جانب التفات نہیں کرنے گا کیونکہ یہ اطاعتِ حق تعالیٰ میں صریح کوتاہی ہے۔

اسی حکمت کی بناء ازواجِ النبی ﷺ اور اصحاب نبی کو فسق وفحش سے بالکل محفوظ رکھا گیا۔ کیونکہ اُنہیں ایک ایسی مقدس اور متقی ہستی کا قرب حاصل تھا، جس کے زیر اثر فسق وفجور کا امکان ہی نہیں تھا۔ اس بناء پر اُس شخص کے روحانی وباطنی عروج وتفوق کا اندازہ کیا جائے جسے اللہ تعالیٰ کا قرب نصیب ہو۔ لیکن واضح رہے کہ اللہ تعالیٰ اس سے بالا برتر ہے کہ اُسے مخلوقات سے کسی کے ساتھ تشبیہ دی جائے۔ وہ خود فرمایا ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے مثالیں ہرگز نہ کیا کرو۔ اللہ کی مثل ومانند کوئی شئے نہیں ہے۔ پس توحید کا واضح تقاضا یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کو ذات اور صفات دونوں میں یکتا اور بےمثل سمجھا جائے اور مخلوق سے کسی کو اُس کے ساتھ شریک نہ کیا جائے۔

www.khanqah.in

www.khanqah.in

Vol. 14 No: 17 | 10 MAY 2013 | Friday

Printer,Publisher: Nizam-ud-din Qurashi
Associate Editor: Hafiz Mushtaq Ahmad Thakur
Postal Adress: Post Box No. 1390 G.P.O Srinager
Sub Office: Khandipora Katrasoo Kulgam Kashmir-192232
Phone No: 01931-212198
Mobile: 09906546004
Branch Office: Srinagar Ph: 2481821

Widely Circulated Weekly News Paper
MUBALLIG
Kashmir

Decl. No: DMS/PUB/627-31/99
R.N.I. No: JKURD/2000/4470
Postal Regd. No: SK/123/2012-2014
Posting Date: 11-05-2013
Printed at: Khidmat Offset Press Srinager
e-mail: muballigmushtaq@gmail.com
muballig_mushtaq@yahoo.com.in

یہ ہم اسلام کی کیسی خدمت کر رہے ہیں؟

مولانا اسرار الحق قاسمی

اس بات سے انکار نہیں کیا جاسکتا کہ پوری دُنیا میں مسلمان مسائل وحالات کے شکار ہیں، اس پر مستزاد یہ کہ وقت کے ساتھ ملت اسلامیہ کی حالت مزید ناگفتہ بہ ہوتی جارہی ہے۔اس تشویشناک صورتحال کا تقاضا تو یہ تھا کہ ہم مسلمان انتہائی بیداری وحکمت اور باہمی اخوت ومحبت کا ثبوت دیتے ہوئے اپنی عظمت رفتہ کی بحالی کیلئے ہر جہت سے سرگرم ہوجاتے،مگرالمیہ یہ ہے کہ وقت کے تمام اہم تقاضوں کونظرانداز کرتے ہوئے ہم عبث کاموں میں الجھے ہوئے ہیں۔جب ہمیں ان حالات سے نکلنے کیلئے اپنی صفوں میں اتحاداورشیرازہ بندی کی اشد ضرورت ہے توافسوس ہم ان حالات میں مزید الجھے رہنے کے بہانے تلاش کرتے پھر رہے ہیں۔جب ہمیں ان حالات سے نمٹنے اورکوئی بہتر متبادل اختیار کرنے کیلئے کوشش کرنی ہے تو ہم آپس ہی میں ایک دوسرے سے نمٹنے کی ترکیبیں نکال رہے ہیں۔جب ہمیں اپنی پوری توانائی قوم وملت کی فلاح و بہبود کے منصوبے بنانے میں لگانی ہے تو ہم اپنی توانائی اپنی تباہی کے منصوبوں میں لگارہے ہیں اور جب ہمیں اپنے اداروں کو پہلے سے زیادہ مضبوط بنانے،تعلیم وروحانیت سے مزین کرنے اور نئے ادارے قائم کرنے کی ضرورت ہے تو ہم اپنے اداروں کو پہلے سے زیادہ کمزور بنانے کے کام کررہے ہیں اور ضرورت مند دیہی علاقوں میں نئے اداروں کی تعمیر اور منصوبہ بندی پر تو سرے سے غور ہی نہیں کررہے ہیں۔ہم جس دین کے پیروکاراور جس نبی کے ماننے والے ہیں کیا اس دِین اوراس نبی نے ہمارے لئے یہی نمونہ چھوڑا تھا؟یا کیا ہمارادین ہم سے انہی اُمور کا تقاضا کرتا ہے جن میں ہم خود کو ضائع کررہے ہیں۔دُکھ ہوتا ہے جب ہم خود اپنی مادر علمی کواپنے چھوٹے چھوٹے ذاتی مفادات کیلئے استعمال کرنے سے نہیں چوکتے۔آج یہی سب کچھ ہورہا ہےاور یہ کام ہم اس وقت کررہے ہیں جب ہمارے ناموں کے ساتھ مولوی،مفتی اور حافظ وقاری لگا ہوا ہے۔دنیا ہم پر ہنس رہی ہے۔ہندی اور انگریزی میڈیا کو اس حساسیت کا اندازہ ہرگز نہیں ہوسکتا جو ایک مسلمان کو عقیدہ توحید کے حوالہ سے ہوتا ہے۔ایک خدا،ایک رسول اور ایک قرآن کے ماننے والے ہزاروں متفرق خانوں میں تقسیم ہوئے ہیں۔

تاریخ اسلام اس بات کی گواہ ہے کہ حلقہ بگوش اسلام ہونے کے بعد آپس میں سخت سے سخت مخالف اور دُشمن قبیلے بھی ایک دوسرے کے دوست اور خیر خواہ ہوگئے تھےاور یہ اسلام کی دَین ہی تھی کہ جب ان میں سے کسی کو کوئی تکلیف پہنچتی تھی تو ہر ایک خود کو تکلیف میں محسوس کرتا تھا۔آج ہمارا حال یہ ہے کہ دوسرے کو تکلیف پہنچا کر ہم اطمینان محسوس کرتے ہیں۔ اگر یہ صورت ہے تو ہمیں اپنے ایمان کا محاسبہ کرنا چاہیےاور سمجھ لینا چاہیے کہ ہم عام انسان بھی نہیں ہیں۔یہ اسلام ہی کی دَین تھی کہ جب دورانِ جنگ پیاس لگی تو ایک دوسرے کی پیاس بجھانے کو مقدم جان کر ہر پیاسے اور جاں بلب صحابی نے اپنے سے آگے والے صحابی کیلئے پانی آگے بڑھادیا اوراس طرح تینوں نے ہی جام شہادت نوش کرلیا،جب کہ یہی لوگ اسلام لانے سے پہلے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے تھے مگر اسلام نے انہیں اتنا قریب تر کردیا کہ پھر ایک دوسرے کی پیاس بجھانے کیلئے دم ہی توڑ گئے۔

آج ہم اسلام کے ماننے کا دعویٰ کرتے ہیں اور ایک دوسرے کی پیاس تو کیا بجھائیں گے ہم نظریاتی اختلافات کو اس طرح ظاہر کرتے ہیں کہ جیسے ایک دوسرے کے خون کے پیاسے ہوں۔اس طرح ہم کیسے اسلام کے ماننے والے کہے جاسکتے ہیں۔اسلام ہمیں متحد کرنے کیلئے ایک ایسا بنیادی کلمہ اور رشتہ فراہم کرتا ہے کہ جس کے آگے تمام رشتے ہیچ ہوجاتے ہیں،ایسے میں اگر ہمیں اتحاد کیلئے دوسروں سے سبق لینے کی ضرورت پڑے تو اس سے زیادہ شرم اور افسوس کی بات اور کوئی نہیں ہوسکتی۔

ایک موقع پر ندوۃ العلماء کے مہتمم ڈاکٹر مولانا سعید الرحمٰن اعظمی نے اشارہ کیا تھا کہ آج ہم مسلمان وحدت واخوت کے اس دور کو بھلا بیٹھے ہیں، اس کا نتیجہ یہ ہے کہ ہمیں ایسی مشکلات کا سامنا کرنا پڑ رہا ہے کہ جن کے نقوش دیکھ کر ہمارے سر شرم سے جھک جاتے ہیں،ہم دوسری قوموں کے مقابلے میں انتہائی کمزور اور بے وزن ثابت ہورہے ہیں اور باہم دست وگریباں نظر آتے ہیں۔اس کا واحد سبب ہمارے ذاتی اور انتہائی حقیر مفادات ہیں۔اس کے سوا کچھ نہیں۔ہمارے اختلافات اور ہماری عداوتیں خدا کیلئے یا دین کی سربلندی کیلئے نہیں ہیں بلکہ ہمارے اپنے ذاتی مفادات کیلئے ہیں۔انتشار تو اس وقت بھی جائز نہیں جب ہم ذاتی مفادات کے بجائے اجتماعی مفاد کیلئے کام کریں۔اسلئے کہ انتشار کے نتیجہ میں حاصل مفادات دیرپا نہیں ہوں گے،مجھے اس موقع پر ایک واقعہ یاد آتا ہے،احمد آباد میں ایک مسلک کے ماننے والوں نے ایک مسجد کے باہر ایک بورڈ آویزاں کردیا کہ فلاں مسلک کے ماننے والے افراد کا داخلہ ممنوع ہے۔اس پر میڈیا نے متاثرہ مسلک کے امام سے کہا کہ آپ بھی ایسا ہی بورڈ فلاں مسلک کے ماننے والوں کیلئے لگادیں، اس پر امام نے کہا کہ وہ اس طرح کی پابندیوں میں یقین نہیں رکھتے۔مسجد اللہ کا گھر ہےاور اس میں ہر ایک مسلمان کو آنے کا حق حاصل ہے۔افسوسناک اَمر یہ ہے کہ ہماری حالت زار اور ہمارے باہمی اختلافات وانتشار کو دیکھ کر دوسرے لوگ بھی ہمیں اتحاد کی دعوت دینے لگے ہیں جیسا کہ فلم ساز مہیش بھٹ کہتے ہیں کہ "جب 30 کروڑ دیوی دیوتاؤں کو ماننے والے ہندو ایک ہوسکتے ہیں تو ایک اللہ،ایک رسول اور ایک قرآن کو ماننے والے مسلمان ایک کیوں نہیں ہوسکتے۔" اَب بے چارے مہیش بھٹ کو یہ کون بتائے کہ ایک ہی مسلک کے ماننے والے آپس میں ایک نہیں ہیں اور ہم غلطیوں پر ایسی ٹانگ کھینچتے ہیں کہ خود اس سے بھی بڑی غلطیاں کر بیٹھتے ہیں۔

ہم اصلاح کی نیت سے کسی سے اختلاف ظاہر نہیں کرتے بلکہ ہم تخریب کی نیت سے دوسرے کی غلطی کو اُجاگر کرتے ہیں اور اس کیلئے ہر طرح کے حربے استعمال کرتے ہیں اور خدا جانے یہ سب کرنے کیلئے ہمارے پاس وسائل کہاں سے آجاتے ہیں،جب کہ مثبت کاموں کیلئے نہ ہمارے پاس موقع ہوتا ہے اور نہ پیسے۔آج معاشرہ اور افراد کی اصلاح کیلئے مدارس اسلامیہ کی اپنی اہمیت وافادیت ہے، خاص طور سے اس دَورِ پُرفتن میں مدارس کی اہمیت پہلے سے بھی زیادہ تر بڑھ گئی ہے مگر ہم ایسا ماحول پیدا کررہے ہیں کہ مخالف طاقتیں مدارس دینیہ کے خلاف ریشہ دوانیوں میں کامیاب ہوجائیں۔کون نہیں جانتا کہ دینی مدارس، طاغوتی قوتوں کی آنکھوں میں کھٹک رہے ہیں۔اور یہ آج کی بات نہیں ہے، جب سے مدارس کا قیام ہوا ہے اسی وقت سے ایسا ہورہا ہے۔دارالعلوم دیوبند جو نہ صرف عالمی دینی درسگاہ ہے بلکہ تمام مدارس دینیہ میں مرکز ومنبع کی حیثیت رکھتی ہے،اسکے خلاف اسلام دُشمن طاقتیں ایک عرصہ سے سازشیں رچنے میں مصروف ہیں۔دارالعلوم دیوبند کا قیام ملت اسلامیہ کو فتنہ وشر سے بچانے، علوم اسلامیہ کو دُور دُور تک پھیلانے اور اس وقت کے حالات کے تحت مجاہدین آزادی پیدا کرنے کیلئے ہوا تھا۔آج ہم اسی مادر علمی کے پروردہ ذرا اپنے گریبانوں میں جھانک کر دیکھیں کہ ہم کیا کررہے ہیں؟ابنائے مادر علمی سے زیادہ بہتر اس اَمر کو کون جانتا ہوگا کہ اس ادارہ نے وہ ہستیاں اور وہ شخصیات پیدا کیں کہ جنہوں نے ایک طرف جہاں وطن عزیز کو انگریزوں سے آزاد کرانے کیلئے اپنی جانوں کے نذرانے پیش کردیئے وہیں دوسری طرف انہوں نے دنیا کے ہر عیش وآرام کو ترک کرکے دین کی سربلندی اور علوم الٰہیہ کے فروغ کیلئے خود کو وقف کردیا۔اگر یہ دینی مدارس نہ ہوتے تو آج ہندوستان میں مذہبی اور روحانی اعتبار سے ہم مسلمانوں کا کیا حال ہوتا اندازہ کیا جاسکتا ہے۔انہوں نے ان مدارس کو قائم کرنے کا بیڑا اس حال میں اُٹھایا تھا جب بظاہر ان کے پاس قیام کی کوئی سبیل نہیں تھی، مجھے یہ اُمید ہے کہ اس نازک مرحلے پر مجلس شوریٰ کا فیصلہ اخلاص ودینی فراست پر مبنی ہوگا۔

آج ہندوستان میں ہزاروں لاکھوں مدارس دین کی بڑی خدمات انجام دے رہے ہیں۔لیکن اس کے باوجود ہزاروں گاؤں علاقے جہاں دینی مدارس ومکاتب کی سخت ضرورت ہے آج بھی دین کی روشنی سے محروم ہیں، ان کی دین فہمی کا کوئی انتظام نہیں ہے۔یہ مدارس ہی دین کے قلعے اور اسلام کی تبلیغ کا ذریعہ ہیں۔اگر ہم نے اپنی حماقتوں سے دوسروں کو مداخلت کا موقع دیدیا اور ہم نے خالص اپنے اندرونی مسئلے کو دینی مدارس کی چہار دیواری سے باہر لاکر حل کرنے کی کوشش کی تو کل ان مدارس کا اللہ ہی حافظ ہے۔

دینی مدارس میں صرف چار فیصد مسلم بچے اور نوجوان تعلیم حاصل کرتے ہیں۔ان مدارس میں تعلیم حاصل کرنے والے طلباء جو ملت اسلامیہ کا قیمتی سرمایہ ہیں اور قوم کی امانت بھی اگر ہم انہیں اپنی سیاست اور جوابی سیاست میں استعمال کریں گے تو غور کیجئے کہ آنے والا کل کیسا ہوگا؟ ایک تازہ واقعہ میں ہم نے جو کچھ دیکھا اس سے بے حد تکلیف پہنچی۔غیر متعلق لوگوں تک نے اس مسئلہ کی آگ میں اپنے ہاتھ سینکے۔ان مہمانانِ رسول صلّی اللہ علیہ وسلّم کو استعمال کرنے کی کوشش کی گئی اور ان سے وہ کام کرانے کی کوشش کی گئی جو ان کا شیوہ نہیں ہے۔اس کیلئے ان والدین نے انہیں یہاں نہیں بھیجا۔مسائل کہاں نہیں ہوتے؟اختلافات کہاں نہیں ہوتے؟ نظریات میں بعض اوقات واضح فرق ہوتا ہے لیکن بعض اوقات غلط فہمی کی بنیاد پر یا کسی اور سبب سے ایسا واضح فرق ہوجاتا ہے کہ جس کے بعد انسان کچھ اور نہیں سوچتا۔حالانکہ قرآن نے اس موقع کیلئے ایک واضح تدبیر بتادی ہے: "اے ایمان والو! اگر کوئی منافق کوئی خبر لے کر آئے تو پہلے اس کی تصدیق کرلو۔ایسا نہ ہو کہ تم نادانی میں کسی کو کوئی // بقیہ صفحہ 7 پر......